شریعت کے احکام

مطابق فتاویٰ

حضرت آیۃ اللہ سید علی حسینی سیستانی دام ظلہ العالی
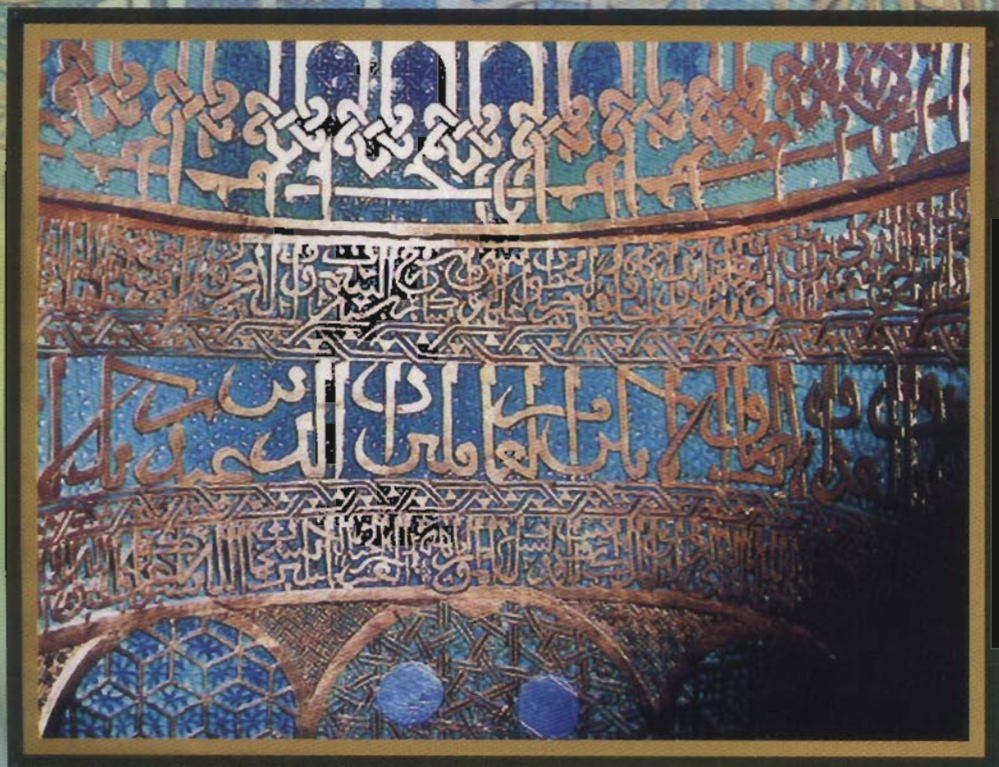
جامعہ تعلیماتِ اسلامی پاکستان

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.
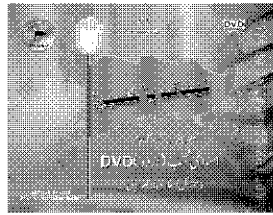
منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

شریعت کے احکام

(بڑے بچوں کے لیے)

سید نذر عباس رضوی
23.7.2010

مطابق فتاوئ

حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی حسینی سیستانی دام ظلہ العالی

جامعہ تعلیماتِ اسلامی پاکستان
پوسٹ بکس ۵۴۲۵ - کراچی - پاکستان

عربی کتاب	....	الاحکام الشرعیہ
تالیف	....	محمد تقی الحسینی الجلالی
ترجمہ	....	مستجاب احمد انصاری
نظر ثانی	....	رضا حسین رضوانی
ہمکاران	....	ذاکر حسین درانی
	....	سید تابش رضوی
طبع اول	....	۱۴۳۱ھ - ۲۰۱۰ء
مطبع	....	محراب پریس کراچی

کچھ اپنے بارے میں

حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقائے خوئی رضوان اللہ علیہ کا قائم کردہ یہ بین الاقوامی ادارہ جامعہ تعلیمات اسلامی اب حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی حسینی سیستانی دام ظلہ الوارف کی سرپرستی میں دنیا بھر میں معتبر اسلامی لٹریچر عوام تک پہنچانے میں کوشاں ہے۔ اس ادارے کا مقصد دور حاضر کی روحانی ضروریات کو پورا کرنا، لوگوں کو محکم اسلامی علوم کی طرف متوجہ کرانا ہے جو اہلبیت رسولؐ نے ایک مقدس امانت کے طور پر ہمارے سپرد کیا ہے۔

یہ ادارہ اب تک اردو اور انگریزی زبانوں میں متعدد کتابیں شائع کر چکا ہے جو الحمد للہ اپنے مشمولات، اسلوب بیان اور طباعت کی خوبیوں کی بنا پر فردوس کتب میں نمایاں مقام حاصل کر چکی ہیں۔ نشر و اشاعت کا یہ سلسلہ انشاء اللہ انسانیت کو صراط مستقیم کی شناخت کرواتا رہے گا۔

اس کے علاوہ ادارہ ہٰذا تقریباً ۵۰۰ مدارس و مکاتب میں زیر تعلیم طلباء کو اسلامی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔

دعوت اسلام ایک ایسا نیک کام ہے جس کو فروغ دینے کے لیے ہم سب کو باہمی تعاون کرنا چاہیے۔ ادارہ آپ سب کو اس کارِ خیر میں شرکت کی دعوت دیتا ہے تاکہ اسلامی تعلیمات کو دنیا بھر میں عام کیا جا سکے۔

خداوند منان بحق محمدؐ و آل محمدؐ ہم سب پر اپنی برکتیں نازل فرمائے۔

شیخ یوسف علی نفسی

وکیل آیت اللہ العظمیٰ سیستانی دام ظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام اللہ تبارک و تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے۔ دین اسلام پر عمل کرنا انسان کی نجات کا ضامن ہے۔ عمل کے بغیر کوئی شخص کسی چیز کا حق دار نہیں بن سکتا۔ جنت کا حق دار بننے کے لیے دین کے احکام پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔ دین کے احکام پر عمل کرنے کے لیے علم فقہ کا جاننا لازمی ہے۔

قرآن مجید فرماتا ہے: جو نیک عمل کرے گا چاہے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ صاحب ایمان ہو تو ایسے ہی لوگ جنت میں جائیں گے۔ (سورۂ نساء: آیت ۱۲۴)

جو شخص نیکی کو پسند اور برائی کو ناپسند کرتا ہے وہ صاحب ایمان ہے اور جو شخص برائی کو ناپسند نہیں کرتا وہ صاحب ایمان نہیں ہے اور جب وہ صاحب ایمان نہیں ہے تو پھر وہ شفاعت کا حق دار بھی نہیں ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے عرض کیا: "مولا! میں چاہتا ہوں کہ میرا بیٹا آپ سے حلال اور حرام کے بارے میں پوچھے اور جو چیز ضروری نہیں وہ نہ پوچھے۔" آپ نے فرمایا: "کیا لوگوں سے حلال اور حرام سے بہتر بھی کسی چیز کے بارے میں سوال کیا جاسکتا ہے؟" (المحاسن)

پس ہمیں چاہیے کہ جہنم سے بچنے اور جنت کا حق دار بننے کے لیے خالص ایمان کے ساتھ دین کے احکام پر عمل کریں۔

فہرست

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اُصولِ دین

ہر مُکَلَّف[1] مسلمان مرد اور عورت پر قطعی دلیل کے ساتھ اُصولِ دین کو ماننا واجب ہے کیونکہ اس میں تقلید جائز نہیں اور نہ ہی ظن و گمان کافی ہے۔

اصول دین پانچ ہیں: توحید، عَدْل، نبوّت، اِمامت اور قیامت۔

(ا) توحید

یہ ایمان رکھنا کہ اللہ ایک ہے اور صرف وہی عبادت کے لائق ہے۔
قرآن مجید میں ہے: اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَهَلۡ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ○ یعنی تم سب کا معبود خدائے واحد ہے تو تم کو چاہیے کہ اس کے فرماں بردار ہو جاؤ۔
(سورۂ انبیاء: آیت ۱۰۸)

اللہ کی کئی صفات ہیں۔ ان میں سے کچھ کو صِفاتِ ثُبُوتِیّہ اور کچھ کو صفاتِ سَلبِیّہ کہتے ہیں۔ صفاتِ ثُبُوتِیّہ وہ صفات ہیں جو اللہ میں پائی جاتی ہیں اور صفاتِ سَلبِیّہ وہ صفات ہیں جو اللہ میں نہیں پائی جاتیں۔

۱۔ دینی احکام پر عمل کرنے میں بظاہر تکلیف اٹھانی پڑتی ہے اس لیے اسے تکلیف شرعی کہا جاتا ہے اور جو شخص یہ تکلیف اٹھاتا ہے اسے مُکَلَّف کہا جاتا ہے۔

صِفاتِ ثبُوتیّہ

(۱) قدیم: یعنی اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کے وجود کا کوئی آغاز نہیں ہے کیونکہ وہ واجبُ الوجود ہے۔

(۲) قادِر: یعنی اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ وہ مجبور نہیں ہے۔

(۳) عالِم: یعنی اللہ کائنات کی ہر ہر چیز کو جانتا ہے۔

(۴) مُدرِك: یعنی اللہ آنکھ کے بغیر دیکھتا اور کان کے بغیر سنتا ہے۔ وہ ہر چیز کو جانتا اور سمجھتا ہے۔

(۵) حَیّ: یعنی اللہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اس کے لیے موت نہیں ہے۔

(۶) مُرید: یعنی اللہ صاحبِ اِرادہ ہے۔ وہ اپنے کاموں کا خود اِرادہ کرتا ہے۔ وہ کوئی کام حالتِ اِضطِرار میں نہیں کرتا۔

(۷) مُتکلِّم: یعنی اللہ ہر چیز میں کلام پیدا کرسکتا ہے جیسے اس نے حضرت موسیٰؑ کے لیے درخت سے کلام پیدا کیا۔ وہ کلام کرنے کے لیے زبان، ہونٹ اور گلے کا محتاج نہیں ہے۔

(۸) صادِق: یعنی اللہ کی باتیں اور اس کے وعدے سب سچّے ہیں۔ یہ دنیا صرف اسی کے وعدے پر چل رہی ہے۔

صِفاتِ سَلبیّہ

(۱) مُرکَّب نہیں : یعنی اللہ کسی چیز سے مل کر نہیں بنا کیونکہ سب چیزیں اسی کی بنائی ہوئی ہیں۔

(۲) مکان نہیں : یعنی اللہ کے لیے کوئی جگہ مخصوص نہیں۔ وہ ہر جگہ نظروں سے غائب اپنی قدرت سے موجود ہے۔

(۳) محلِّ حوَادِث نہیں : یعنی اللہ کی حالت بدلتی نہیں۔ وہ درختوں کی طرح اگتا اور بڑھتا نہیں۔ نہ اس کے لیے جوانی ہے نہ بڑھاپا۔ اس پر نیند، بیماری، غم، خوشی اور خوف وغیرہ طاری نہیں ہوتے۔

(۴) مَرئی نہیں : یعنی اللہ دنیا ہو یا آخرت، زمین ہو یا آسمان نہ کبھی دکھائی دیا ہے اور نہ کبھی دکھائی دے گا کیونکہ وہ لامحدود ہے۔

(۵) محتاج نہیں : یعنی اللہ کو کسی چیز مثلاً کھانے پینے اور روپے پیسے کی احتیاج نہیں۔ وہ غنی مطلق ہے۔ وہ ہماری طرح محتاج نہیں۔

(۶) شریک نہیں : یعنی اللہ کی ذات اور اس کے کاموں میں کوئی اس کا شریک اور مددگار نہیں۔ کائنات کا نظم اس کے ایک ہونے کی دلیل ہے۔

(۷) حُلول نہیں : یعنی نہ اللہ کسی چیز میں سما سکتا ہے اور نہ کوئی چیز اس میں سما سکتی ہے چنانچہ کوئی اس کا اوتار نہیں۔

(۸) صفت زائد برذات نہیں : یعنی اللہ کی کوئی صفت اس کی ذات سے

الگ نہیں۔ ہر صِفَت اس کی عین ذاتِ ہے۔ ایسا نہیں کہ اللہ کی ذات الگ ہو اور اس کا عِلم الگ ہو یعنی پہلے وہ لاعلم ہو اور بعد میں عالم ہوا ہو۔ اللہ جب سے ہے تب سے عالم ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نہج البلاغہ، خطبہ ۱۰۷ میں فرماتے ہیں:

سُبحان اللہ! یہ تیری کائنات جو ہم دیکھ رہے ہیں کتنی عظیم الشان ہے۔

اصولِ کافی جلد اول میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"خدا کی ذات کے بارے میں نہ سوچو۔ جب تم اس کی عظمت کو دیکھنا چاہو تو اس کی بنائی ہوئی کائنات اور مخلوقات کی عظمت کو دیکھو۔"

(۲) عَدْل

یہ ایمان رکھنا کہ اللہ عادِل ہے اور اس کے تمام کام عَدْل کے مطابق ہوتے ہیں۔ وہ کوئی بُرا کام نہیں کرتا مثلاً ظلم اور کوئی واجب کام ترک نہیں کرتا مثلاً نبیوں کو مبعوث کرنا۔

قرآن مجید میں ہے: شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآىِٕمًۢا بِالْقِسْطِ... یعنی اللہ نے خود اس بات کی گواہی دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں نیز فرشتوں اور اہلِ علم نے بھی یہی گواہی دی ہے۔ وہ انصاف پر قائم ہے۔ (سورۂ آل عمران: آیت ۱۸)

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ یعنی اللہ ذرا سا بھی ظلم نہیں کرتا۔

(سورۂ نساء: آیت ۴۰)

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا یعنی تمہارا رب بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتا جب تک ان کے بڑے شہر میں رسول نہ بھیج دے۔ (سورۂ قصص : آیت ۵۹)

(۳) نبوّت

یہ ایمان رکھنا کہ اللہ نے اپنے لطف وکرم سے بندوں کی ہدایت کے لیے ہر قوم اور ہر زمانے میں اپنے نبی بھیجے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے: وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا یعنی ہم نے ہر قوم میں ایک رسول بھیجا۔ (سورۂ نحل : آیت ۳۶) ان میں سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بھیجے۔ اللہ کے سب نبی گناہوں سے پاک اور معصوم تھے۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین، دین اسلام پر عمل کرنا انسان کی کامیاب زندگی کا ضامن ہے۔

(۴) اِمامت

یہ ایمان رکھنا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے بعد امت کی ہدایت کے لئے بارہ امام مقرر فرمائے تھے۔ ان میں سے پہلے امام حضرت علی علیہ السلام اور آخری امام حضرت مہدی علیہ السلام ہیں۔

حضرت مہدی علیہ السلام ہمارے زمانے کے امام ہیں۔ امام تمام امور میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب ہوتے ہیں۔

اہل بیتؑ کے سب امام بھی گناہوں سے پاک اور معصوم ہوتے ہیں۔

عِصمَت

چھوٹے بڑے سب گناہوں سے پاک ہونے کو عِصمَت کہتے ہیں۔
سب انبیاؑء اور ائمہؑ معصوم تھے اور وہ جو بھی بات کہتے تھے وہ حق ہوتی تھی اگر ہمیں ان کی باتوں پر یقین نہ ہوتا تو ہم ان پر عمل نہ کرتے۔ وہ اس لیے گناہ نہیں کرتے تھے کہ وہ ایمان اور یقین کے انتہائی درجے پر تھے۔

ہمارے عقیدے کے مطابق انبیائے سلفؑ کے علاوہ معصوم چودہ ہیں جن کے نام اور القاب مندرجہ ذیل ہیں:

چودہ معصومین کے نام اور القاب

		نام	لقب	
(۱)	حضرت	محمد	مصطفٰے	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
(۲)	حضرت	فاطمہ	زہرا ر	سلامُ اللہ علیہا
(۳)	حضرت امام	علی	مرتضٰی	علیہ السلام
(۴)	حضرت امام	حسن	مجتبٰی	علیہ السلام
(۵)	حضرت امام	حسین	سَیّدُ الشہدَاء	علیہ السلام

(۶)	حضرت امام	علی	زَیْنُ الْعابِدین	علیہ السلام
(۷)	حضرت امام	محمد	باقر	علیہ السلام
(۸)	حضرت امام	جعفر	صادق	علیہ السلام
(۹)	حضرت امام	موسیٰ	کاظم	علیہ السلام
(۱۰)	حضرت امام	علی	رضا	علیہ السلام
(۱۱)	حضرت امام	محمد	تقی	علیہ السلام
(۱۲)	حضرت امام	علی	نقی	علیہ السلام
(۱۳)	حضرت امام	حسن	عسکری	علیہ السلام
(۱۴)	حضرت امام	محمد	مہدی	علیہ السلام

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

(۵) قِیامَت

یہ ایمان رکھنا کہ مرنے کے بعد اللہ لوگوں کو ان کے جسموں کے ساتھ دوبارہ زندہ کرے گا۔ قرآن مجید میں ہے : اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَہٗ ○ بَلٰی قٰدِرِیْنَ عَلٰٓی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَہٗ ○ کیا انسان خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں اکٹھی نہیں کریں گے؟ ضرور کریں گے اور ہم اس بات پر قادر ہیں کہ اس کی پَور پَور درست کردیں۔ (سورۂ قیامت : آیت ۳۔۴)

قیامت کے دن اللہ انسان سے اس کے اچھے بُرے سب اعمال کا حساب لے گا اور پھر ان کو جزا یا سزا دے گا جس کے وہ مستحق ہوں گے۔

فرُوعِ دین

فرُوعِ دین سے مراد وہ عِبادات، مُعاملات اور اَخلاق و آداب ہیں جن کی پابندی کرنا ضروری ہے۔

فرُوعِ دین کی تعداد

فرُوعِ دین کافی زیادہ ہیں جن میں سے اہم دس ہیں:

(۱) نماز
(۲) روزہ
(۳) حج
(۴) زکات
(۵) خُمس
(۶) جِہاد
(۷) اَمر بالمعروف
(۸) نہی عن المنکر
(۹) تولّا
(۱۰) تبرّا

فرُوعِ دین پر عمل

فرُوعِ دین پر عمل کرنے کے لیے ان تین ذرائع میں سے کسی ایک

پر عمل کرنا لازمی ہے۔

(۱) اِجْتِہاد (۲) اِحْتِیاط (۳) تقلید

اِجْتِہاد

فِقْہ کی اِصطِلاح میں شرعی مسائل کو اس کے بنیادی ذرائع سے جاننے کو اِجْتِہاد کہتے ہیں۔ اِجْتِہاد واجب کِفائی ہے یعنی اگر اتنے لوگ مجتہد ہوں جس سے معاشرے کی ضرورت پوری ہوجائے تو دوسرے لوگوں پر سے اِجْتِہاد کی ذمے داری ختم ہوجاتی ہے۔

اِجْتِہاد کے بنیادی ذرائع یہ ہیں:

(۱) قرآن (۲) سنّت (۳) اِجماع اور (۴) عقل

جو شخص اِجْتِہاد کے درجے پر پہنچ جاتا ہے اسے اِصْطِلاح میں مجتہد یا فَقِیہْ کہتے ہیں۔ مجتہد کے لیے بہت سارے علوم میں مہارت حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ جب انسان مجتہد بن جاتا ہے تو وہ اپنی تحقیق پر عمل کرتا ہے اور اس کے لیے کسی دوسرے کی تقلید حرام ہوجاتی ہے۔ مجتہد معصوم نہیں ہوتا، اس سے غلَطی ہوسکتی ہے البتہ وہ پوری دیانتداری سے تحقیق کرتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اسے اس کی محنت کا اَجْر عطا فرمائے گا۔

جو شخص مجتہد نہ ہو اس کے لیے فتویٰ دینا حرام ہے۔

اِحْتِیاط

اگر کسی مسئلے میں مجتہدین کے فتوؤں میں اختلاف ہو تو سب سے مشکل فتوے پر عمل کرنا اِحْتِیاط[۱] ہے۔ اِحْتِیاط پر عمل کرنے سے ذمے داری کے ادا ہو جانے کا یقین ہو جاتا ہے۔

تقلید

مجتہد کے فتوے پر اعتماد کرتے ہوئے اس پر عمل کرنے کو تقلید کہتے ہیں۔ جو شخص نہ مجتہد ہو اور نہ ہی اِحْتِیاط پر عمل کرتا ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی مجتہد کی تقلید کرے۔ تقلید میں واجب، حرام، مُستحَب اور مکروہ تمام کام شامل ہیں۔ جو شخص تقلید کرتا ہے اس کو مُقَلِّد کہتے ہیں اور جس شخص کی تقلید کی جائے اسے مَرْجَعِ تقلید کہتے ہیں۔ ہمارے زمانے میں آیتُ اللہ العظمٰی سیّد علی حسینی سیستانی مَرْجَعِ تقلید ہیں۔ یہ کتاب ان کے فتوؤں کے مطابق لکھی گئی ہے۔

مَرْجَعِ تقلید میں اِن شرائط کا ہونا ضروری ہے:

(۱) بالغ ہو (۲) مرد ہو (۳) عاقِل ہو

(۴) عادِل ہو (۵) حلال زادہ ہو (۶) شیعہ اِثنا عشری ہو

(۷) زندہ ہو (ابتداً مُردہ مجتہد کی تقلید نہیں ہو سکتی)۔

۱۔ اِحتیاط یعنی وہ طریقۂ عمل جس سے "عمل" کے مطابقِ واقعہ ہونے کا یقین حاصل ہو جائے۔

احکام طہارت

پانی کی اقسام

پانی کی دو قسمیں ہیں: مُطلَق اور مُضاف
مُطلَق وہ عام پانی ہے جو کسی اور چیز کا جزو نہ ہو۔
مُضاف وہ پانی ہے جو کسی چیز سے حاصل کیا جائے مثلاً ناریل کا پانی یا کسی دوسری چیز مثلاً مٹی سے آلودہ پانی۔
مُطلَق پانی کی پانچ قسمیں ہیں:
(۱) کُر پانی (جس کے ظرف کی گنجائش تقریباً ۳۸۴ لیٹر ہو)۔
(۲) برستی ہوئی بارش کا پانی۔
(۳) کنویں وغیرہ کا پانی۔
(۴) بہتا پانی جیسے نہر، دریا یا چشمے کا پانی۔
(۵) قلیل پانی یعنی وہ پانی جو زمین سے نہ اُبلے اور کُر سے کم ہو۔

قلیل پانی نجاست کے اس میں گرنے یا نجس چیز کے ساتھ لگ جا
سے نجس ہوجاتا ہے۔ پانی کی باقی اقسام اس وقت تک نجس نہیں ہوتیں
جب تک نجاست سے پانی کا مزا یا رنگ یا بُو بدل نہ جائے۔
مُضاف پانی خود پاک ہے لیکن وہ کسی چیز کو پاک نہیں کرتا۔ اگر
کُر پانی کے حکم میں ہو تب بھی نجاست سے مل کر نجس ہوجاتا ہے۔

نجاسات

بعض نجاسات یہ ہیں:

(۱) پیشاب (۲) پاخانہ
(۳) مُردار (۴) خون
(۵) کتّا (۶) سور
(۷) شراب (۸) کافر

ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱ و ۲) پیشاب، پاخانہ

جس جانور میں یہ شرائط پائی جائیں اس کا پیشاب اور پاخانہ نجس ہے
(۱) اس جانور کا گوشت حرام ہو جیسے بلی، چوہا اور خرگوش وغیرہ لیکن حرا
گوشت جانور جن کا خون اچھل کر نہیں نکلتا ان کا پاخانہ پاک

اور اِحتیاطِ لازم کی بنا پر ان کا پیشاب نجس ہے۔

(۲) وہ پرندہ نہ ہو کیونکہ پرندوں کا پیشاب اور بیٹ پاک ہے لیکن جن پرندوں کا گوشت کھانا حرام ہے مثلاً کوّا وغیرہ ان کے پیشاب اور بیٹ سے پرہیز کرنا بہتر ہے۔

(۳) مُردار

انسان اور اس جاندار کا مردار نجس ہے جس کا خون رگ کاٹنے پر اچھل کر نکلتا ہے خواہ وہ مردار ایسے جانور کا ہی کیوں نہ ہو کہ اگر اس کا تزکیہ کرلیا جاتا تو اس کا گوشت حلال ہوتا۔ جس جاندار کا خون رگ کاٹنے پر اچھل کر نہیں نکلتا اس کا مردار پاک ہے جیسے چھپکلی، بچھّو، مچھلی وغیرہ۔ زندہ جاندار کے جسم کا اگر کوئی عضو کاٹ کر الگ کر دیا جائے بشرطیکہ وہ ایسا عضو ہو جس میں جان ہوتی ہو تو وہ بھی مردار کے حکم میں ہے تاہم بال، سینگ، دانت اور کھُر وغیرہ میں چونکہ جان نہیں ہوتی اس لیے وہ اگر مردہ جانور کے بھی کاٹ کر الگ کر لیے جائیں تو ناپاک نہیں۔ اسی طرح زندہ جاندار کے جسم سے جو چھلکے، خشکی وغیرہ اترے وہ بھی پاک ہے۔

(۴) خون

جس جانور کا خون اچھل کر نکلتا ہو اس کا خون نجس ہے خواہ وہ جانور

حلال ہی ہو جیسے گائے ، بکری اور مرغی وغیرہ لیکن مچھلی ، مچھّر اور کھٹمل وغیرہ کا خون چونکہ اچھل کر نہیں نکلتا اس لیے پاک ہے۔

(۵ و ۶) کتا اور سور

خشکی پر رہنے والے کتے اور سور نجس ہیں۔ ان کے وہ اجزا بھی نجس ہیں جن میں جان نہیں ہوتی جیسے بال وغیرہ۔

(۷) شراب

نوٹ : اسپرٹ پاک ہے۔ اسی طرح انگور کا شیرہ بھی پاک ہے خواہ جوش کھانے لگے لیکن اس کا پینا حرام ہے۔

منقّیٰ، کشمش اور کھجور کا شیرہ نجس اور حرام نہیں خواہ جوش کھانے لگے۔ کھانوں میں اس کا ملانا جائز ہے۔

جَو کی شراب جسے بیئر کہتے ہیں اِحتیاط واجب[۱] کی بنا پر نجس اور حرام ہے۔ وہ جَو کا پانی پاک اور حلال ہے جو طبّی طریقے سے حاصل کیا جائے اور کسی قسم کے نشے کا سبب نہ بنتا ہو۔

(۸) کافر

وہ شخص جو اللہ کے وجود کو یا اس کو ایک نہ مانے وہ نجس ہے۔

۱۔ یعنی وہ حکم جو اِحتیاط کے مطابق ہو اور مجتہد نے اس کے ساتھ فتویٰ نہ دیا ہو۔ ایسے مسائل میں مُقلّد اس مجتہد کی تقلید کرسکتا ہے جو اَعلَم کے بعد علم میں سب سے بڑھ کر ہو۔

وہ شخص جو کسی نبی مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرے یا ضروریاتِ دینِ اسلام میں سے کسی ضرورت مثلاً نماز، روزہ، حج وغیرہ کا انکار کرے وہ نجس ہے البتہ اہلِ کتاب یعنی وہ اُمّتیں (یہودی، عیسائی اور مجوسی) جن کے پیغمبروں پر آسمانی کتابیں اتری ہیں پاک ہیں۔

خارجی اور ناصبی [۱] نیز غالی [۲] نجس ہیں۔

نجاسات سے متعلق بعض مسائل

(۱) وہ جانور جو شرعی طریقے سے ذبح نہ کئے گئے ہوں ان کا غیر مسلم ممالک سے درآمد کردہ گوشت اور چربی کھانا حرام ہے مگر ایسے جانوروں کے چمڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

(۲) غیر مسلم ممالک سے درآمد کردہ جن اشیاء کی طہارت مشکوک ہو ان کو پاک سمجھا جائے گا اس لیے ان اشیاء میں سے اشیائے خوردنی کا کھانا اور لباس کے ساتھ نماز پڑھنا درست ہے۔

(۳) کسی چیز کی نجاست اس طرح ثابت ہوتی ہے کہ آدمی کو خود معلوم ہو یا پھر عادل افراد گواہی دیں یا جس کے قبضے میں وہ چیز ہے وہ کہے

۱۔ وہ لوگ جو اماموں سے دشمنی کا اظہار کریں یا ان کے بارے میں ناسزا بات کہیں۔

۲۔ وہ لوگ جو اماموں میں سے کسی امام کو خدا کہیں یا یہ کہیں کہ خدا، امام میں حُلول کر گیا ہے۔

کہ یہ نجس ہے۔

(۴) نجس چیز کا کھانا پینا حرام ہے لیکن اس کا استعمال ایسے کاموں میں جائز ہے جن میں طہارت کی شرط نہ ہو۔

(۵) اِحتیاطِ واجب کی بنا پر مُردار کی خرید و فروخت حرام ہے۔ شراب، سور اور غیر شکاری کتّے کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں ہے۔ باقی سب نجس اور نجاست سے آلودہ چیزوں کی خرید و فروخت درست ہے بشرطیکہ ان میں کوئی جائز منفعت ہو۔

(۶) مسجد اور اس کے ساز و سامان کو نجس کرنا حرام ہے۔ اگر ان میں سے کوئی چیز نجس ہوجائے تو اسے فوراً پاک کرنا واجب ہے۔

(۷) قرآن مجید نیز رسول پاکؐ اور اماموں کے مزارات کی جو خاک تبرّک کے طور پر لی جائے اس کا بھی وہی حکم ہے جو مساجد کے لیے ہے۔

مُطَہّرات

جو چیزیں نجاست کو پاک کرتی ہیں ان کو مُطَہّرات کہا جاتا ہے مثلاً

(۱) پانی
(۲) زمین
(۳) سورج
(۴) اِستحالہ
(۵) اِنقِلاب
(۶) اِنتِقال
(۷) اسلام
(۸) تبعِیّت

(۹) عین نجاست کا دور ہونا (۱۰) مسلمان کا غائب ہونا
(۱۱) ذبیحہ کا خون نکل جانا

(۱) پانی

مُطلَق پانی پاک ہونے کی صورت میں ہرنجس چیز کو عین نجاست دور ہوجانے پر پاک کرتا ہے خواہ پانی قلیل ہو یا کُر ہو یا بارش کا ہو یا جاری ہو عین نجاست کے دور ہوجانے کے بعد ہر قسم کی نجاست دور کرنے کے لیے اسے پانی سے ایک دفعہ دھونا کافی ہے سوائے مندرجہ ذیل صورتوں کے :

(۱) جو برتن شراب کے علاوہ کسی اور چیز سے ناپاک ہوجائے اسے قلیل پانی سے تین مرتبہ دھویا جائے۔

(۲) اگر کپڑا یا بدن پیشاب سے ناپاک ہوجائے اس کو دو مرتبہ دھویا جائے چاہے پانی قلیل ہو یا کُر۔ اگر جاری پانی ہوتو اس میں ایک مرتبہ دھونا کافی ہے۔ قلیل پانی سے دھوتے وقت کپڑے کو مَلنا بھی ضروری ہے یا پھر دھونے کے بعد نچوڑتے وقت مَلنا چاہیے۔

(۳) اگر کتّا برتن میں منہ ڈال دے تو پہلے اس برتن کو گیلی مٹی سے مانجھا جائے پھر قلیل یا کُر پانی سے دو مرتبہ دھولیا جائے۔

آبِ قلیل سے دھونے کی صورت میں دھوون ہر دفعہ نکال دیا جائے یعنی اگر کپڑا ہے تو ہر بار اسے نچوڑ دیا جائے اور اگر برتن ہے تو اس کا پانی پھینک دیا جائے۔

(۲) زمین

اس میں مٹی ، ریت ، کنکریاں ، پتھر سب شامل ہیں۔ ان سے پاؤں کا تلوا اور جوتا وغیرہ پاک ہوجاتا ہے۔ اس کی چند شرائط ہیں :

(۱) زمین پر چلنے یا رگڑ کر پونچھنے سے عین نجاست چھوٹ جائے۔

(۲) زمین پاک ہو۔

(۳) زمین خشک ہو۔

(۴) نجاست زمین سے لگی ہو۔

(۳) سورج

سورج زمین کو اور ان سب چیزوں کو جو زمین کا حصہ سمجھی جاتی ہیں پاک کردیتا ہے جیسے مٹی ، پتھر اور ٹائل وغیرہ۔ یہ سب چیزیں دھوپ پڑنے سے پاک ہوجاتی ہیں۔ نیز اپنی جگہ ثابت رہنے والی چیزیں مثلاً عمارت درخت اور دروازے وغیرہ بھی ان شرائط کے ساتھ پاک ہوجاتے ہیں :

(۱) عین نجاست چھوٹ جائے۔

(۲) نجاست کی جگہ گیلی ہو۔

(۳) گیلی جگہ دھوپ سے خشک ہوجائے۔

(۴) نجس عمارت ایک ہی دفعہ خشک ہوجائے۔

(۵) بادل یا پردہ حائل نہ ہو۔

(۴) اِستحالہ

اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نجس چیز پاک چیز میں بدل جائے جیسے جانور کا گوبر راکھ یا دھواں بن جائے۔ چنانچہ نجاست میں اُگی ہوئی سب نباتات پاک ہیں۔

(۵) اِنقِلاب

اِنقلاب کا مطلب یہ ہے کہ اگر شراب، سِرکہ بن جائے تو وہ سِرکہ پاک ہے خواہ خود بخود بن جائے یا بنالیا جائے۔

(۶) اِنتِقال

اگر انسان کا یا ایسے حیوان کا خون جو دھار کی صورت میں اچھل کر نکلتا ہے مچھر یا کھٹمل وغیرہ کے پیٹ میں منتقل ہوجائے تو وہ پاک ہے۔

(۷) اِسلام

اسلام لانے پر کافر کا تمام بدن حتیٰ کہ اس کے بال بھی کفر کی نجاست سے پاک ہوجاتے ہیں۔

(۸) تبعِیّت

شراب کا سِرکہ بن جانے پر شراب کا برتن بھی پاک ہوجاتا ہے

اسی طرح میت کو غسل دینے کے بعد غسل دینے والے کے ہاتھ اور غس
دینے کی جگہ وغیرہ پاک ہوجاتے ہیں کیونکہ یہ سب میت کے تابع ہیں۔

(۹) عَین نجاست کا دور ہونا

جانور کا بدن اور انسان کی آنکھ اور منہ کے اندرونی حصے عَین نجاس
کے دور ہوجانے سے پاک ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح انسان کے پاخا
مقام بشرطیکہ پاخانہ پھیلا نہ ہو تین پاک پتھروں یا کاغذ وغیرہ سے پونچ
اور صاف کرنے پر پاک ہوجاتا ہے۔

(۱۰) مسلمان کا غائب ہونا

اگر کسی مسلمان کے کپڑے، بستر وغیرہ ناپاک ہوں اور اس کو
بات کا علم بھی ہو لیکن وہ ایک مدت تک غائب رہنے کے بعد پاکی، ناپ
کا خیال کئے بغیر ان چیزوں کو بطور پاک چیزوں کے استعمال کرے تو
کا بدن اور یہ چیزیں پاک سمجھی جائیں گی۔

(۱۱) ذبیحہ کا خون نکل جانا

جب ذبیحہ کا خون معمول کے مطابق نکل جائے تو اس کو کھانا جائز
اور جو خون ذبیحہ کے اندر باقی رہ گیا ہے وہ بھی پاک ہے۔

پیشاب پاخانہ سے متعلق مسائل

(۱) پیشاب پاخانہ کرتے وقت منہ اور پیٹھ قبلے کی طرف کرنا اِحتیاطِ لازِم[۱] کی بنا پر حرام ہے۔

(۲) پیشاب نکلنے کی جگہ کو قلیل پانی سے ایک مرتبہ دھویا جائے۔

(۳) پاخانے کا مقام اس طرح دھویا جائے کہ عین نجاست دور ہوجائے۔ متعدد بار دھونے کی ضرورت نہیں۔

۱۔ لازِم کا مطلب بھی واجب ہے۔ اِحتیاطِ واجب اور اِحتیاطِ لازم میں فرق یہ ہے کہ اگر مجتہد کسی اَمر کے واجب ہونے کا اِستِفادہ آیات اور روایات سے اس طرح کرے کہ اس کا شارع کی طرف منسوب کرنا ممکن ہو تو وہ لفظ واجب استعمال کرتا ہے اور اگر وہ اس کے وجوب کو اس طرح سمجھا ہو کہ اس کا شارع کی طرف منسوب کرنا ممکن نہ ہو مثلاً عقلی دلائل سے سمجھا ہو تو اس کے لئے لفظ لازِم استعمال کرتا ہے۔
بہر حال مُقلِّد کے لیے مقامِ عمل میں واجب اور لازم کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

احکام وضو

قرآن مجید فرماتا ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ

مومنو! جب تم نماز پڑھنے کے لیے اٹھو تو پہلے اپنے چہروں کو اور کہنیوں تک ہاتھوں کو دھولیا کرو اور اپنے سر اور ٹخنے تک پیروں کا مسح کرلیا کرو۔

(سورۂ مائدہ: آیت ٦)

وضو کے صحیح ہونے کی چند شرائط

(۱) پانی پاک ہو۔ (۲) پانی مُطلَق ہو۔

(۳) پانی غصبی نہ ہو۔ (۴) انسان خود وضو کرے۔

(نوٹ: اگر دوسرا شخص کسی کے چہرے یا ہاتھوں پر پانی ڈالے یا سر اور پاؤں کا مسح کرائے تو وضو باطل ہے)۔

(۵) وضو کے اعضاء تک پانی پہنچنے میں کوئی چیز مثلاً پینٹ، نیل پالش،

گوند اور چکنائی وغیرہ رکاوٹ نہ ہو۔

(۶) وضو کے اعضاء پاک ہوں۔

(۷) قُربَۃً اِلَی اللہ کی نیّت ہو۔

(۸) وضو کے لیے پانی استعمال کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

(مثلاً جس شخص کو ڈر ہو کہ وضو کرنے سے بیمار ہوجائے گا یا اس پانی سے وضو کرے گا تو پیاسا رہ جائے گا، اس پر وضو فرض نہیں ہے۔ اگر اسے علم نہ ہو کہ پانی اس کے لیے نقصان دِہ ہے اور وہ وضو کرلے جبکہ وضو کرنا اس کے لیے واقعی نقصان دِہ تھا تو اس کا وضو باطل ہے)۔

(۹) ترتیب (یعنی وضو کے افعال ترتیب وار انجام دے)۔

(۱۰) مُوالات (یعنی وضو کے افعال پے در پے انجام دے)۔

(۱۱) وضو کرنے اور نماز پڑھنے کے لیے وقت کافی ہو۔

وضو کے افعال کی ترتیب

(۱) چہرے کا دھونا، لمبائی میں سر کے بال اگنے کی جگہ سے ٹھوڑی تک اور چوڑائی میں اتنی جگہ جو انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کے پھیلاؤ میں آجائے۔ اس کو اوپر کی طرف سے شروع کرکے نیچے تک دھوئے۔

(۲) داہنے ہاتھ کو کہنی سے لے کر انگلیوں کے سروں تک دھوئے۔ کہنی سے شروع کرکے نیچے کی طرف کو دھوئے۔

(۳) بائیں ہاتھ کو بھی داہنے ہاتھ کی طرح دھوئے۔

(۴) سر کے سامنے کا چوتھائی حصہ جو پیشانی سے ملا ہوا ہے اس پر مسح کرے۔ اِحتیاطِ مُستحَب[۱] یہ ہے کہ وضو کی تَری سے اوپر سے نیچے کی طرف داہنے ہاتھ سے مسح کرے۔

(۵) داہنے ہاتھ سے داہنے پاؤں کی کسی بھی ایک انگلی کے سرے سے لے کر ٹخنوں تک اور پھر بائیں ہاتھ سے بائیں پاؤں کی کسی بھی ایک انگلی کے سرے سے لے کر ٹخنوں تک مسح کرے۔

مُبطِلاتِ وضو

مُبطِلاتِ وضو یعنی وضو کو توڑنے والی چند چیزیں یہ ہیں:

(۱) پیشاب

(۲) پاخانہ

(۳) رِیاح

(۴) ایسے بے خبر سونا کہ دیکھ اور سن نہ سکیں۔

(۵) ہر وہ چیز جو عقل کو زائل کر دے مثلاً دیوانگی اور بیہوشی وغیرہ۔

وضو مستحب ہے مگر چند کاموں کے لیے وضو کرنا واجب ہے:

(۱) نماز کے لیے اور بھولے ہوئے اجزائے نماز کی قضا کے لیے۔

۱۔ اِحتیاطِ مستحب فتوے کے علاوہ اِحتیاط ہے اس لیے اس کا لحاظ ضروری نہیں ہوتا۔

(۲) قرآن مجید کے الفاظ کو چھونے کے لیے۔

نوٹ: اللہ تعالیٰ کے پاک ناموں کو وضو کے بغیر نہ چھوا جائے۔ بہتر ہے کہ انبیائے کرامؑ اور چودہ معصومینؑ کے ناموں کو بھی وضو کے بغیر نہ چھوا جائے۔

وضو کے مسائل

(۱) جس شخص کے اَعضائے وضو میں سے کسی عُضو پر زخم یا پھوڑا ہو یا ٹوٹی ہوئی ہڈی کا منہ کھلا ہو اور پانی استعمال کرنا نقصان کا باعث نہ ہو تو اس کے لیے وضو کرنا اسی طرح ضروری ہے جیسے عام طور پر کیا جاتا ہے۔ اگر کسی شخص کے چہرے اور ہاتھوں پر زخم یا پھوڑا ہو یا چہرے یا ہاتھوں کی ٹوٹی ہوئی ہڈی کا منہ کھلا ہو اور اس پر پانی ڈالنا نقصان دِہ ہو تو اسے زخم یا پھوڑے کے آس پاس کا حصہ اس طرح اوپر سے نیچے کی طرف دھونا چاہیے جیسا کہ وضو کے بیان میں بتایا جاچکا ہے۔ بہتر ہے کہ اگر اس پر تَر ہاتھ کھینچنا نقصان دِہ نہ ہو تو تَر ہاتھ اس پر کھینچے اور اس کے بعد پاک کپڑا اس پر ڈال دے اور گیلا ہاتھ اس کپڑے پر بھی کھینچے۔ البتہ اگر ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو تو تیمُّم کرنا لازم ہے۔ اگر زخم یا پھوڑا یا ٹوٹی ہوئی ہڈی کسی شخص کے سر کے اگلے

حصے یا پاؤں پر ہو اور اس کا منہ کھلا ہو اور وہ اس پر مسح نہ کرسکتا
کیونکہ زخم مسح کی پوری جگہ پر پھیلا ہوا ہو یا مسح کی جگہ کا جو حصہ صحیح
سالم ہو اس پر مسح کرنا بھی اس کی طاقت سے باہر ہو تو اس صورت
میں ضروری ہے کہ تَیَمُّم کرے اور اِحتِیاطِ مُستَحَب کی بنا پر وضو
کرے اور پاک کپڑا زخم وغیرہ پر رکھے اور وضو کے پانی کی تری
سے جو ہاتھوں پر لگی ہو کپڑے پر مسح کرے۔

(۲) جس شخص کو یقین ہو کہ اس نے وضو کیا تھا لیکن اس میں شک ہو کہ
اس کا وضو ٹوٹا ہے یا نہیں تو وہ شخص باوضو ہے لیکن جس شخص کو یقین
ہو کہ اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے مگر اس میں شک ہو کہ اس نے وضو کیا
تھا یا نہیں تو وہ وضو کے ٹوٹ جانے کا یقین کرے۔ اور جس کو یقین
ہو کہ اس کو حدَث بھی ہوا ہے اور اس نے وضو بھی کیا ہے لیکن یہ معلوم
نہیں کہ دونوں میں سے پہلے کیا بات ہوئی ہے اس پر بھی بے وضو
کے حکم کا اِطلاق ہوگا یعنی اس کو دوبارہ وضو کرنا ہوگا۔

(۳) ٹھنڈے اور گرم دونوں طرح کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔

(۴) وضو جب بھی کیا جائے، چاہے نماز کا وقت آنے سے کچھ پہلے، کچھ
دیر پہلے یا نماز کا وقت ہوجانے کے بعد اگر قُربَۃً اِلَی اللّٰہ کی نیت
سے کیا جائے تو صحیح ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ واجب یا مُستَحَب

ہونے کی نیّت کی جائے بلکہ اگر غلَطی سے واجب کی نیّت کر لے اور بعد میں معلوم ہو کہ ابھی وضو واجب نہیں ہوا تھا تو بھی وضو صحیح ہے۔

(۵) اگر بدن کو نجاست لگی ہوئی ہو تب بھی وَضو صحیح ہے بشرطیکہ اعضائے وضو پاک ہوں۔

(۶) بڑی نہر اور وسیع زمین میں وضو کرنا جائز ہے اگرچہ وہ کسی کی ذاتی ملکیت ہی کیوں نہ ہو۔

(۷) وضو کرنے کے کئی اسباب ہوں پھر بھی ایک ہی وضو کافی ہے اور یہی حال غسل کا ہے۔

احکامِ غسل

قرآن فرماتا ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا...وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّھَّرُوْا
(مومنو!) اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرو۔ (سورۂ مائدہ: آیت ۶)

غسل کی اقسام

غسل کے دو طریقے ہیں: ترتیبی اور اِرتِماسی

ترتیبی غسل کا طریقہ یہ ہے:

(۱) سر اور گردن کو پوری طرح دھونا۔

(۲) بدن کے دائیں حصے کو پوری طرح دھونا۔

(۳) بدن کے بائیں حصے کو پوری طرح دھونا۔

غسلِ اِرتِماسی کا مطلب ہے کہ غسل کی نیّت سے پورے جسم کے ساتھ پانی میں ایک دفعہ ڈبکی لگانا۔

غسل کی بھی وہی شرائط ہیں جو وضو کے صحیح ہونے کی شرائط ہیں مگر غسلِ ترتیبی میں مُوالات شرط نہیں۔

احکامِ تیمّم

قرآن مجید فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا... فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ (مومنو!) اگر تم کو پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو اور اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کرلو۔

(سورۂ نساء: آیت ۴۳)

جو شخص وضو یا غسل نہ کرسکے اس کے لیے وضو اور غسل کا بدَل تیمّم ہے۔ اس کی سات صورتیں ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

(۱) جب وضو یا غسل کے لیے پانی موجود نہ ہو اس صورت میں پہلے پانی ڈھونڈنا واجب ہے۔

(۲) پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو یا کسی شرعی وجہ سے پانی کا استعمال ممکن نہ ہو مثلاً پانی کی جگہ غصبی ہو، پانی تک جانا خطرناک ہو، پانی کی قیمت ناقابلِ برداشت ہو، پانی حاصل کرنے میں سخت دشواری

ہو یا اس کے لیے کسی کا بہت زیادہ احسان اٹھانا پڑتا ہو۔

(۳) اندیشہ ہو کہ پانی کے استعمال سے کوئی ایسی بیماری یا تکلیف پیدا ہوجائے گی جس کا تحمل دشوار ہوگا۔

(۴) پانی کو کسی اور کام جیسے نجاست دور کرنے یا کسی کی جان بچانے کے لیے محفوظ رکھنا ضروری ہو۔

(۵) وقت اتنا تنگ ہو کہ وضو یا غسل نہ ہو سکے۔

تیمُّم کا طریقہ

(۱) نیّت کے بعد دونوں ہتھیلیوں کو ایک ساتھ زمین پر مارے (دونوں ہتھیلیوں کا ایک ساتھ زمین پر مارنا اِحْتِیاطِ لازِم ہے)۔

(۲) پھر دونوں ہتھیلیوں سے بال اُگنے کی جگہ سے شروع کرکے ناک کے اوپر والے سرے تک تمام پیشانی کا مسح کرے۔ اسی طرح اِحْتِیاطِ واجِب کی بنا پر پیشانی کے دونوں طرف دونوں ہتھیلیوں کو پھیرنا۔ اِحْتِیاطِ مُستحَب یہ ہے کہ ہاتھ اَبرو کے اوپر بھی پھیرے جائیں۔

(۳) پھر بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے داہنے ہاتھ کی پُشت کا پہنچے سے انگلیوں کے سروں تک مسح کرے۔ پھر اسی طرح داہنے ہاتھ کی ہتھیلی سے بائیں ہاتھ کی پُشت کا پہنچے سے انگلیوں کے سروں تک مسح کرے۔

اِحتیاطِ مستحَب یہ ہے کہ تیمُّم خواہ وضو کے بدلے ہو یا غسل کے بدلے اسے ترتیب سے کیا جائے یعنی یہ کہ ایک دفعہ ہاتھ زمین پر مارے جائیں اور پیشانی اور ہاتھوں کی پُشت پر پھیرے جائیں اور پھر ایک دفعہ زمین پر مارے جائیں اور ہاتھوں کی پُشت کا مسح کیا جائے۔

تیمُّم کے مسائل

(۱) مٹی پر، ریت پر، پتھر پر، ڈھیلے سے تیمم کرنا جائز ہے مگر پودوں اور دھاتوں سے تیمم کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر زمین نہ مل سکے تو فرش یعنی دری اور قالین وغیرہ پر جمع شدہ غبار سے تیمّم کر لے۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو گیلی مٹی سے تیمّم کرے۔

اگر تیمّم کرنے کی ان چیزوں میں سے کوئی بھی نہ مل سکے تو اِحتیاطِ مُستحَب ہے کہ طہارت کے بغیر ہی نماز پڑھ لے اور واجب ہے کہ بعد میں قضا کرے۔

(۲) تیمّم کے لیے شرط یہ ہے کہ پانی کے استعمال سے معذوری ہو، مٹی پاک اور مُباح ہو اور اس میں ملاوٹ نہ ہو اور تیمّم کی نیت قُرْبَۃً اِلَی اللہ ہو۔ اس ترتیب کے مطابق ہو جو بتائی جا چکی ہے۔ اِحتِیاط اس میں ہے کہ تیمّم اوپر سے نیچے کی طرف کیا جائے۔ تیمّم کسی وقفے کے بغیر پے در پے اور اپنے ارادے اور اختیار سے کیا جائے۔ اعضائے تیمّم

پر کوئی ایسی چیز رکاوٹ نہ ہو جس کی وجہ سے مسح نہ کیا جا سکے۔

(۳) جس نماز کے لیے تیمّم کیا جائے اس کا وقت شروع ہونے سے پہلے تیمّم جائز نہیں۔

(۴) جس شخص نے تیمّم کر لیا ہو اس کے لیے وہ تمام اُمور جن کی حدَث کے سبب ممانعت تھی اس وقت تک جائز ہیں جب تک وہ پانی کے استعمال سے عاجز ہے۔

(۵) اگر کسی کو کئی وجوہ کی بنا پر غسل یا وضو کرنا تھا جو وہ نہیں کر سکا تو ایک ہی تیمّم ان سب کے لیے کافی ہوگا۔

احکامِ نماز

مومن ہونے کے لیے عقیدہ کافی ہے مگر آخرت میں کامیابی کے لیے مختلف ذمے داریوں کا ادا کرنا بھی ضروری ہے مثلاً اللہ کی بارگاہ میں خُشوع اختیار کیا جائے ، غریبوں کو زکات دی جائے ، لَغویات سے پرہیز کیا جائے ، سماجی معاملات جیسے امانت اور عہد و پیمان وغیرہ کا خیال رکھا جائے اور بندگی کے رشتے کو مضبوط کرنے کے لیے نماز کے اوقات کی پابندی کی جائے۔

فُروعِ دین میں سب سے پہلی فَرع نماز ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے :

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ○ یقیناً کامیابی ہے ان ایمان لانے والوں کے لیے جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں ، لغویات سے دور رہتے ہیں ، زکات ادا کرتے ہیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

(سورۂ مومنون : آیت ۱ تا ۵)

واجب نمازیں

(۱) نمازِ پنجگانہ

(۲) نمازِ آیات

(۳) نمازِ طواف

(۴) نمازِ میّت

(۵) وہ نماز جو نَذْر یا قَسَم کے ذریعے اپنے اوپر لازم کرلی جائے۔

(۶) والد کی چھُوٹی ہوئی نمازیں کہ بڑے بیٹے پر ان کی قضا واجب ہے۔

یومیہ نمازیں

(۱) فجر کی نماز دو رکعت

(۲) ظہر کی نماز چار رکعت

(۳) عصر کی نماز چار رکعت

(۴) مغرب کی نماز تین رکعت

(۵) عشاء کی نماز چار رکعت

مُقدّماتِ نماز

مُقدّمات نماز یعنی وہ چیزیں جن کا اہتمام نماز سے پہلے واجب ہے

(۱) وقتِ نماز

(۲) سترِ عورت
(۳) نماز کی جگہ
(۴) بدن ولباس کی طہارت
(۵) وضو یا غسل یا تیمم کرکے حدث دور کرنا
(۶) قبلہ

نماز پنجگانہ کے اوقات

قرآن کریم میں نماز کے تین اوقات بیان ہوئے ہیں :

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ...

نماز پڑھو سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک اور فجر کے وقت بھی۔
(سورۂ بنی اسرائیل : آیت ۷۸)

اس طرح قرآن نے دو نمازوں کو سورج کے ڈھلنے سے اور دو کو رات کے اندھیرے سے اور ایک کو صبح کے وقت سے وابستہ کیا ہے۔

(۱) صبح کی نماز کا وقت صبح صادق ہونے سے لے کر سورج نکلنے تک ہے۔
(۲) ظہر وعصر کی نمازوں کا وقت سورج ڈھلنے سے لے کر غروب تک ہے۔
(۳) مغرب وعشاء کا وقت غروبِ شرعی یعنی مشرق میں شفق کی سرخی زائل ہونے سے لے کر آدھی رات تک ہے لیکن جو شخص بھول جانے یا سوتے رہ جانے کی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکے اس کے لیے ان نمازوں کا وقت صبح صادق تک ہے۔

قِبلہ کے احکام

مندرجہ ذیل حالات میں قبلہ رُخ ہونا واجب ہے:

(۱) ہر نماز کے لیے سوائے اس مستحب نماز کے جو چلتے ہوئے یا کسی سواری پر پڑھی جائے۔

(۲) جانور ذبح کرتے وقت۔

(۳) نَزع کے وقت۔ ایسی حالت میں حاضرین پر اِحتیاط کی بنا پر واجب ہے کہ میّت کو کمر کے بَل یوں لٹائیں کہ اس کے پاؤں کے تلوے قبلے کی طرف ہوں بلکہ اَحوَطِ اَولیٰ[۱] یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو وہ شخص خود اپنا منہ قبلے کی طرف کر لے۔

پیشاب، پاخانہ کرتے وقت قبلے کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا اِحتیاطِ لازم کی بنا پر حرام ہے۔

سَترِ عورت سے متعلق مسائل

(۱) نماز، نمازِ اِحتیاط اور نماز کے بھولے ہوئے اجزا کی قضا میں سَترِ عورت واجب ہے خواہ کوئی دیکھنے والا نہ ہو یا نماز اندھیرے میں پڑھی جائے۔

(۲) سَترِ عورت کا مطلب یہ ہے کہ مرد اپنی شرمگاہوں کو چھپائے مگر عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز پڑھتے وقت اپنا سارا بدن حتیٰ کہ سر

۱۔ اَحوَطِ اَولیٰ یعنی مستحب ہے۔

اور بال بھی ڈھانپے البتہ چہرہ، کلائیوں تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پاؤں چھپانا ضروری نہیں ہے۔

(۳) نمازی کے لباس سے متعلق کچھ شرائط:

(۱) اِحتیاطِ واجب کی بنا پر لباس مُباح ہو یعنی غصبی لباس میں نماز جائز نہیں۔

(۲) لباس پاک ہو۔ نجس لباس میں نماز جائز نہیں سوائے ان صورتوں کے جو مستثنیٰ ہیں۔

(۳) لباس اُچھلنے والا خون رکھنے والے مُردار کے اجزا سے نہ بنا ہو چاہے وہ مُردار ایسا جانور ہو جس کا کھانا حلال ہو یا حرام ہو۔

(۴) سونا پہنا ہوا نہ ہو چاہے وہ انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو مگر یہ حکم مردوں کے لیے ہے۔ عورتوں کے لیے سونا پہننا جائز ہے۔

(۵) خالص ریشم کا لباس نہ ہو۔ یہ حکم بھی مردوں کے لیے ہے۔ عورتوں کے لیے ریشم پہننا جائز ہے۔

نماز کی جگہ

(۱) اِحتیاطِ واجب کی بنا پر جگہ مباح ہو۔ غصبی جگہ پر نماز پڑھنا جائز نہیں۔

(۲) قرار یعنی وہ جگہ ہلتی ہوئی نہ ہو۔ ہلتی ہوئی جگہ پر نماز پڑھنا صحیح نہیں۔

(۳) جگہ پاک ہو۔

(۴) اگر عورت بھی ساتھ نماز پڑھ رہی ہو تو اِحتیاطِ لازِم کی بنا پر عورت مرد سے کم از کم اِتنا پیچھے کھڑی ہو کہ اس کے سجدہ کرنے کی جگہ سجدے کی حالت میں مرد کے گھُٹنے کے برابر فاصلے پر ہو۔ یعنی سجدہ گاہ گھُٹنوں سے آگے نہ بڑھے۔

(۵) اگر اِہانت کا اِمکان ہو تو کسی "معصوم" کی قبر مبارک سے آگے کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھے۔

بدن و لباس کی پاکیزگی کے مسائل

(۱) نمازی کے بدن کا نجاستوں سے پاک ہونا واجب ہے سوائے ان نجاستوں کے جو معاف ہیں۔[۱]

(۲) نمازی کے لباس کا بھی نجاستوں سے پاک ہونا واجب ہے سوائے ان نجاستوں کے جو معاف ہیں۔[۲]

نمازی کے لباس کی شرائط کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

(۳) حدَث سے طہارت میں آنے کے لیے وضو یا غسل یا غسل اور وضو اکٹھے یا پھر تیمم کرنا ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے:

(۱) حدَثِ اَصغر[۳] سے طہارت میں آنے کے لیے وضو کافی ہے۔

۱، ۲۔ وہ نجاسات جو معاف ہیں ان کی تفصیل کے لیے دیکھیے: توضیح المسائل، مسئلہ نمبر ۸۳۵

۳۔ حدَثِ اصغر کے بعد وضو کرنا واجب ہوتا ہے اور حدَثِ اکبر کے بعد غسل کرنا واجب ہوتا ہے۔

(۲) جس پر وضو یا غسل واجب ہو اگر وہ وضو یا غسل نہ کر سکے تو تیمّم کرے۔

اَذان اور اِقامت

جب نماز کا وقت شروع ہوتا ہے تو نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے اذان دی جاتی ہے۔ اذان کے معنی خبر دینا یا اعلان کرنا ہے۔ اذان دینے والے کو مُؤَذِّن کہتے ہیں۔ سب سے پہلے مُؤَذِّن حضرت بلال ؓ ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اذان کی آواز سنتے ہی مسجد پہنچیں اور باجماعت نماز ادا کریں۔ یومیہ نمازوں کے لیے اذان اور اقامت دونوں مُستَحَبِ مُؤکَّدہ ہیں۔

اذان

اَللّٰہُ اَکْبَرُ چار مرتبہ
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دو مرتبہ
اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ دو مرتبہ
اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَّلِیُّ اللّٰہِ دو مرتبہ
حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ دو مرتبہ
حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ دو مرتبہ
حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ دو مرتبہ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ	دومرتبہ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	دومرتبہ

اقامت

اَللّٰہُ اَکْبَرُ	دومرتبہ
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	دومرتبہ
اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ	دومرتبہ
اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَّلِیُّ اللّٰہِ	دومرتبہ
حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ	دومرتبہ
حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ	دومرتبہ
حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ	دومرتبہ
قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ	دومرتبہ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ	دومرتبہ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	ایک مرتبہ

واجباتِ نماز

(۱) نیّت (۲) قیام

(۳) تکبیرۃُ الاِحرام (۴) قرأت

(۵) ذِکر (۶) رُکوع
(۷) سجود (۸) تشہُّد
(۹) سلام (۱۰) ترتیب (۱۱) مُوالات

ان افعال میں سے پانچ واجبات رُکنی ہیں یعنی اگر ان میں جان بوجھ کر یا بھُولے سے کوئی کمی ہوجائے تو نماز باطل ہوجائے گی۔ ان میں زیادتی کی صورت میں تفصیل کے لیے توضیح المسائل دیکھیے۔

واجبات رُکنی

(۱) نیّت (۲) تکبیرۃُ الاحرام (یا تکبیرِ تحریمہ)
(۳) قِیام متصل بہ رکوع (۴) رُکوع (۵) سُجود

نیّت

نماز میں نیّت واجب رکنی ہے۔ نیّت کا مطلب ہے کسی عمل کے انجام دینے کا قُربَۃً اِلَی اللہ ارادہ کرنا۔ زبان سے نیّت کرنا ضروری نہیں نہ یہ نیّت کرنا ضروری ہے کہ نماز واجب ہے یا مُستحَب۔ صرف اِجمالی نیّت کرلینا کافی ہے البتہ جو نماز پڑھنی ہو اس کا تعیّن ضروری ہے۔

قِیام

(۱) نماز میں قیام واجب رُکنی ہے۔ چنانچہ تکبیرۃُ الاحرام کہتے وقت نیز

رکوع سے پہلے والا قیام واجب رُکنی ہے۔ قرأت کرتے وقت اور
تسبیحاتِ اربعہ پڑھتے وقت نیز رُکوع کے بعد والا قِیام واجب غیر
رُکنی ہے۔[۱]

(۲) جہاں تک ممکن ہو قیام میں جم کر سیدھا کھڑا ہو اور ہلے جلے نہیں۔
اِحتیاطِ واجب یہ ہے کہ دونوں پاؤں پر کھڑا ہو اور کسی چیز کا سہارا نہ لے۔

(۳) اگر پوری طرح کھڑا نہ ہو سکے تو جھک کر ہی نماز پڑھے۔

(۴) اگر بالکل کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اگر بیٹھ کر بھی نہ پڑھ
سکے تو اِحتیاطِ لازِم ہے کہ داہنی کروٹ لیٹ کر قبلہ رُخ ہو کر نماز
پڑھے۔ اگر داہنی کروٹ نہ لیٹ سکے تو بائیں کروٹ لیٹ کر اور منہ
قبلے کی طرف کر کے نماز پڑھے۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو چِت لیٹے اور
پاؤں کے تلوے قبلے کی طرف رکھے۔

تکبیرۃُ الاِحرام

نماز میں تکبیرۃُ الاِحرام واجب رُکنی ہے۔
واجب ہے کہ بغیر کسی سہارے کے سیدھا کھڑا ہو کر اَللّٰہُ اکبر کہہ کر
نماز شروع کرے۔

۱۔ واجب غیر رُکنی وہ رکن ہیں جن کو اگر غلطی سے انجام نہ دیں تو نماز باطل نہیں ہوتی۔

قرأت

(۱) ہر واجب نماز کی پہلی رکعت میں تکبیرۃُ الاِحرام کے بعد اور دوسری رکعت میں بھی اوّلاً سورۂ حمد اور اس کے بعد ایک اور احتیاط یہ ہے کہ پوری سورت کی قرأت کرے۔

(۲) سورۂ فیل اور سورۂ قریش دونوں مل کر اِحتیاط کی بنا پر ایک سورت شمار ہوتی ہیں۔ نیز سورۂ ضحیٰ اور سورۂ اَلَم نَشْرَح بھی مل کر اِحتیاط کی بنا پر ایک سورت شمار ہوتی ہیں۔

(۳) تیسری اور چوتھی رکعت میں نمازی کو اختیار ہے کہ چاہے سورۂ الحمد پڑھے اور چاہے تو ایک مرتبہ تسبیحاتِ اربعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھ لے اور بہتر ہے کہ تین مرتبہ پڑھے۔ اور تسبیحاتِ اربعہ پڑھنا بہتر ہے۔

(۴) مُوالات، ترتیب اور صحیح عربی میں قرأت واجب ہے۔

جَہَر اور اِخفاء

مرد پر اِحتیاط کی بنا پر واجب ہے کہ وہ نمازِ صبح، مغرب اور عشاء کی پہلی اور دوسری رکعت میں جَہری یعنی بلند آواز سے قرأت کرے لیکن نمازِ مغرب کی تیسری رکعت اور نمازِ عشاء کی تیسری اور چوتھی رکعت میں نیز ظہر اور عصر کی سب رکعتوں میں اِحتیاط کی بنا پر اِخفاء یعنی آہستہ قرأت کرے۔

ظہر و عصر کی نمازوں میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بلند آواز سے
پڑھنا اور جمعہ کے دن ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں بلند آواز سے قرأت کر
مستحب ہے۔ مستحب تکبیروں، قنُوت، رکوع، سُجود، تشہُّد اور سلام میں اختی
ہے چاہے بلند آواز سے پڑھے چاہے آہستہ پڑھے۔ جہاں مرد کے
آہستہ پڑھنا واجب ہے وہاں عورت بھی آہستہ پڑھے اور جہاں مرد
لیے بلند آواز سے پڑھنا ضروری ہے وہاں عورت کو بلند یا آہستہ پڑھنے
اختیار ہے۔ اگر کوئی نامَحرم اس کی آواز سن رہا ہو اور اس کا سننا حرام ہ
احتیاط کی بنا پر آہستہ پڑھے۔

رُکوع

نماز میں رکوع واجب رکنی ہے۔

(۱) رکوع کا وقت۔ پہلی دو رکعتوں میں الحمد اور دوسری سورت پڑھ
کے بعد اور آخری دو رکعتوں میں تسبیحاتِ اربعہ کے بعد ہر رکع
میں ایک دفعہ رکوع کرے۔

(۲) رکوع کی کیفیّت۔ قیام کے بعد اتنا جھکے کہ ہاتھوں کی انگلیوں
انگوٹھوں کے سرے گھٹنوں کو چھونے لگیں۔

(۳) رکوع میں ذِکر واجب ہے۔ ذِکر سکون کی حالت میں کرے اور
ہلے۔ اس کے بعد سر اٹھا کر سیدھا کھڑا ہو جائے

(۴) نمازی کو اختیار ہے چاہے رکوع میں تین مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے یا ایک مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ کہے۔ اگر وقت میں گنجائش نہ ہو یا اورکوئی ضرورت پیش ہو تو ایک مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا کافی ہے۔

سُجود

نماز میں سُجود واجب رُکنی ہے۔

(۱) سجدے کا وقت۔ رکوع کے بعد قیام کرے اور اس کے بعد سجدے میں جائے۔

(۲) ہر رکعت میں دو سجدے ہیں اور ان کے درمیان جلسہ (سکون سے بیٹھنا) ضروری ہے۔

(۳) سُجود کی کیفیت۔ زمین کی طرف جھکے اور سجدے کے ساتوں اعضاء زمین پر رکھے۔

(۴) سجدے کے سات اعضاء یہ ہیں :
پیشانی — دونوں ہتھیلیاں — دونوں گھٹنے — دونوں پاؤں کے انگوٹھے

(۵) سجدے میں ذِکر واجب ہے اور اس حالت میں ہلنا نہیں چاہیے۔ جہاں پیشانی رکھی جائے وہ جگہ گھٹنوں اور پاؤں کے انگوٹھوں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ اونچی یا نیچی نہ ہو۔

(٦) سجدہ کرنے والے کو اختیار ہے چاہے تو تین مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے یا

ایک دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ کہے۔ اگر وقت میں گنجائش نہ ہ
یا اور کوئی ضرورت ہو تو ایک مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا کافی ہے۔

(۷) پیشانی کا زمین سے چھونا واجب ہے یا ایسی چیز پر سجدہ کرے ج
زمین سے اُگی ہو مگر کھائی یا پہنی نہ جاتی ہو البتہ کاغذ پر سجدہ کرنا جائ
ہے۔ روئی اور کپاس سے بنے کاغذ پر بھی سجدہ کرنا جائز ہے۔

(۸) جہاں پیشانی رکھی جائے اس جگہ کا پاک ہونا شرط ہے باقی اعضا
کے رکھنے کی جگہ کا پاک ہونا ضروری نہیں۔

تشہّد

(۱) تشہّد کا وقت۔ ہر نماز میں دوسری رکعت کے دوسرے سجدے کے
بعد مغرب کی تیسری رکعت کے دوسرے سجدے کے بعد اور ظُہرین
اور عشاء کی نمازوں میں چوتھی رکعت کے دوسرے سجدے کے بعد
تشہّد میں بیٹھے۔

(۲) تشہّد میں جلسہ، ذِکر اور سکون واجب ہے۔

(۳) تشہّد یہ ہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ.

سلام

(۱) ہر نماز کے آخر میں سلام کہا جاتا ہے۔

(۲) اس میں سکون ، سلام کا صیغہ پڑھنا اور جلسہ یعنی بیٹھنا واجب ہے۔

(۳) سلام کے صیغے :

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

پہلا صیغہ مستحب ہے۔

بعد کے دو میں سے ایک واجب ہے اور اس پر نماز ختم ہوجاتی ہے۔
اگر دوسرا صیغہ کہے تو احتیاط واجب ہے کہ تیسرا صیغہ بھی کہے۔

نماز کی ترتیب

نماز کے افعال میں حسب ذیل ترتیب واجب ہے :

(۱) نیّت

(۲) تکبیرۃُ الاِحرام حالت قیام میں۔

(۳) حالتِ قیام میں سورۂ الحمد اور اس کے بعد ایک اور سورت کی قرأت۔

(۴) اطمینان کے ساتھ رکوع اور ذِکرِ رکوع اور پھر قیام۔

(۵) اطمینان کے ساتھ سجدہ اور ذِکرِ سجود۔ سجدے سے اٹھ کر بیٹھنا۔ پھر اطمینان کے ساتھ دوسرا سجدہ اور ذِکرِ سجود۔ پھر سجدے سے اٹھ کر بیٹھنا۔

(۶) دوسری رکعت میں قیام ، الحمد اور سورت کی قرأت۔ اس کے بعد

قنُوت کا پڑھنا مستحب ہے۔ قنُوت میں جو بھی ذکر اور دعا با آسانی
ہوسکے وہ کافی ہے۔ پھر اطمینان کے ساتھ رکوع اور ذِکرِ رکوع
رکوع کے بعد قیام۔ پھر پہلی رکعت کی طرح دو سجدے۔ پھر تشہّد
اگر نماز دو رکعتی ہے جیسے صبح کی نماز تو تشہّد کے بعد سلام بجا لائے
اور نماز ختم کرے۔ اگر نماز تین رکعتی یا چار رکعتی ہے تو سلام بجا
لانے کے بجائے تیسری رکعت ادا کرے۔

(۷) تیسری رکعت کے لیے قِیام۔ تسبیحاتِ اربعہ یا سورۂ الحمد کی قرأت۔
پھر رکوع، پھر دو سجدے۔ دوسرے سجدے سے اٹھ کر بیٹھ جائے۔
اگر مغرب کی نماز ہے تو تشہّد پڑھ کر سلام کہے اور نماز ختم کرے لیکن
اگر چار رکعتی ہے جیسے ظُہرَین یا نمازِ عشاء تو چوتھی رکعت ادا کرے۔

(۸) چوتھی رکعت کے لیے قیام، تسبیحاتِ اربعہ یا الحمد کی قرأت۔ پھر رکوع
پھر دو سجدے۔ دوسرے سجدے سے اٹھ کر بیٹھ جائے۔ پھر تشہّد
پڑھے، سلام کہے اور نماز تمام کرے۔

مُوالات

نماز کے افعال میں مُوالات واجب ہے یعنی یہ افعال پے در پے
مسلسل ادا کئے جائیں اور نماز کے اَجزا میں ایسا فاصلہ نہ ہو کہ اہلِ شرع کی
نظر میں نماز کی شکل ہی باقی نہ رہے۔

مُبطِلاتِ نماز

نماز چند اسباب سے باطل ہوجاتی ہے جو یہ ہیں :

(۱) بعض شرائط کا نہ پایا جانا یعنی ان مُقدّماتِ نماز میں سے کسی چیز کا نہ پایا جانا جو پہلے بیان ہوچکی ہیں۔

(۲) حدَثِ اصغر کا صادر ہونا یعنی وہ اُمور جن سے وضو کرنا واجب ہوجاتا ہے۔ ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ حدَثِ اکبر کا صادر ہونا یعنی وہ اُمور جن سے غسل واجب ہوتا ہے۔ ان کا تذکرہ بھی گزر چکا ہے۔

(۳) عمداً بات کرنا خواہ ایک حرف ہی کیوں نہ ہو اور اِحتیاط کی بنا پر وہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے جیسے خود نمازی کا کسی کو سلام کرنا لیکن اگر کوئی دوسرا شخص اسے سلام کرے تو ان ہی الفاظ میں سلام کا جواب دینا واجب ہے۔

(۴) بعض رکعتوں میں شک۔

(۵) کھانا پینا۔

(۶) عمداً کسی دنیاوی امر کے لیے رونا۔

(۷) قہقہہ یعنی ایسی ہنسی جس میں آواز نکلے لیکن اگر سہواً ہنسے یا مسکرائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۸) بغیر تقیّہ کے ہاتھ باندھنا۔

(۹) کوئی ایسا کام کرنا جس سے ظاہر ہو کہ نماز نہیں پڑھ رہا جیسے اچھلنا، کودنا، تالی بجانا اور ناچنا وغیرہ۔

(۱۰) قصداً چہرے یا بدن کا داہنے بائیں یا پیچھے کی طرف موڑنا۔

(۱۱) سورۂ الحمد پڑھنے کے بعد آمین کہنا۔

(۱۲) واجب رُکنی کو جان بُوجھ کر یا بھول کر کم یا زیادہ کرنا۔

شکّیاتِ نماز

شکّیاتِ نماز کی ۲۲ صورتیں ہیں:

(۱) شک[۱] کی وہ سات صورتیں جن سے نماز باطل ہوجاتی ہے:

(۲) شک کی وہ صورتیں جن کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے اور وہ چھ ہیں۔

(۳) شک کی وہ صورتیں جن سے نماز صحیح رہتی ہے اور وہ نو ہیں۔

الف: شک کی وہ سات صورتیں جن سے نماز باطل ہوجاتی ہے۔

(۱) دو رکعتی نماز میں شک جیسے صبح کی نماز اور وہ نماز کہ مسافر پر اس کا قصر کرنا واجب ہو۔

(۲) تین رکعتی نماز میں شک جیسے مغرب کی نماز۔

(۳) چار رکعتی نماز میں شک کہ ایک رکعت پڑھی یا زیادہ جیسے ظہرین اور عشاء کی نمازیں۔

---

[۱] شک کا مطلب ہے ۵۰ فیصد کہ جس میں دونوں طرف خیال برابر برابر ہوتا ہے۔

(۴) چار رکعتی نماز میں دوسرا سجدہ کرنے سے پہلے شک کہ دو رکعتیں پڑھیں یا زیادہ۔

(۵) چار رکعتی نماز میں شک کہ دو رکعتیں پڑھیں یا پانچ یا دو رکعتیں پڑھیں یا پانچ سے زیادہ۔

(۶) چار رکعتی نماز میں شک کہ تین رکعتیں پڑھیں یا چھ یا یہ شک کہ آیا تین رکعتیں پڑھیں یا چھ سے زیادہ۔

(۷) چار رکعتی نماز میں یہ شک کہ آیا چار رکعتیں پڑھیں یا چھ یا یہ شک کہ آیا چار رکعتیں پڑھیں یا چھ سے زیادہ۔

ب: شک کی وہ چھ صورتیں جن کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے:

(۱) موقع گزر جانے کے بعد شک جیسے الحمد پڑھتے ہوئے شک کہ تکبیرۃُ الْاِحرام کہی یا نہیں یا سورت پڑھتے ہوئے شک ہوا کہ الحمد پڑھی یا نہیں یا کوئی آیت پڑھتے ہوئے شک ہوا کہ اس سے پچھلی آیت پڑھی تھی یا نہیں یا آیت کا آخری حصہ پڑھتے ہوئے شک ہوا کہ اس کا ابتدائی حصہ پڑھا تھا یا نہیں یا رکوع میں شک ہوا کہ قرأت کی تھی یا نہیں یا سجدہ کرتے ہوئے شک ہوا کہ رکوع کیا تھا یا نہیں یا تشہُّد میں یا قیام میں یا سلام کے وقت شک ہوا کہ سجدہ کیا تھا یا نہیں یا قیام کی

حالت میں یا سلام کے وقت شک ہوا کہ تشہّد پڑھا تھا یا نہیں۔ اگر شک ہو کہ سلام بجا لایا یا نہیں تو اب بجا لائے بشرطیکہ نماز کے خلاف کوئی فعل بھولے سے بھی سرزد نہ ہوا ہو۔ اگر مندرجہ بالا افعال میں سے کسی فعل سے فارغ ہونے کے بعد شک ہو کہ وہ فعل صحیح ادا ہوا یا نہیں تو شک کی پروا نہ کرے خواہ اگلا فعل ابھی شروع بھی نہ کیا ہو بلکہ نماز کو صحیح سمجھ کر پڑھتا رہے۔

(۲) سلام کے بعد شک۔

(۳) وقت گزرنے کے بعد شک۔

(۴) نماز جماعت میں امام یا ماموم کو شک جبکہ دوسرے کو یاد ہے۔ اگر امام کو شک ہو تو ماموم کے حافظے پر اعتماد کرے اور اگر ماموم کو شک ہو تو امام کے حافظے پر اعتماد کرے۔

(۵) نمازِ اِحتیاط اور مستحب نمازوں میں رکعتوں کی تعداد میں شک۔ نمازی کو اختیار ہے کہ کم تعداد کو صحیح سمجھے یا چاہے تو زیادہ کو بشرطیکہ زیادہ تعداد نماز کو باطل کرنے والی نہ ہو مثلاً تین رکعت۔ کیونکہ مستحب نماز دو رکعت ہی ہوتی ہے۔

(۶) کثیرُ الشک یعنی بہت زیادہ شکّی آدمی کا شک اس معاملے میں

جس میں اسے اکثر شک ہوتا رہتا ہے۔

ج: وہ نو صورتیں جن میں شک صحیح ہے اور تدارُک لازم ہے۔ یہ شک فقط چار رکعتی نمازوں میں ہوتا ہے جیسے ظُہرین اور مُقیم یعنی غیر مسافر کی نمازِ عشاء۔

(۱) دوسرے سجدے میں ذِکر کے دوران یہ شک ہوا کہ دو رکعتیں ہوئیں یا تین۔

حُکم: بِنا تین پر رکھے اور چوتھی رکعت پڑھ کر سلام بجا لائے۔ پھر ایک رکعت نمازِ اِحتِیاط کھڑے ہوکر پڑھے۔

(۲) دوسرے سجدے کے ذِکر کے دوران یہ شک ہوا کہ یہ دوسری رکعت تھی یا چوتھی۔

حُکم: بِنا چوتھی پر رکھ کر نماز ختم کرے۔ اس کے بعد نمازِ اِحتِیاط دو رکعت کھڑے ہوکر پڑھے۔

(۳) دوسرے سجدے کے ذِکر کے دوران یہ شک ہوا کہ دو رکعتیں پڑھیں یا تین یا چار۔

حُکم: بِنا چوتھی رکعت پر رکھ کر نماز ختم کرے۔ پھر دو رکعت نمازِ اِحتِیاط کھڑے ہوکر پڑھے اور بعد میں دو رکعت بیٹھ کر پڑھے۔

(۴) کسی بھی موقع پر اگر یہ شک ہو کہ تین رکعتیں ہوئیں یا چار۔

حُکم : بِنا چوتھی رکعت پر رکھ کر نماز ختم کرے۔ پھر نمازِ اِحتیاط دو رکعتیں بیٹھ کر یا ایک رکعت کھڑے ہوکر پڑھے۔

(۵) دوسرے سجدے کے ذِکر کے بعد شک ہوا کہ چار رکعتیں ہوئیں یا پانچ۔

حُکم : بِنا چوتھی رکعت پر رکھ کر نماز ختم کرے اور دو سجدۂ سہو بجا لائے

(۶) حالتِ قِیام میں یہ شک ہوا کہ یہ چوتھی رکعت ہے یا پانچویں۔

حُکم : قِیام کو ترک کر کے بیٹھ جائے اور تشہُّد و سلام پڑھے۔

اب شک کی صورت یہ ہوگئی کہ تین رکعتیں ہوئیں یا چار لہٰذا شک نمبر ۴ کے حکم پر عمل کرے۔

(۷) قِیام کی حالت میں شک ہوا کہ یہ تیسری رکعت ہے یا پانچویں

حُکم : قِیام کو ترک کر کے بیٹھ جائے اور تشہُّد و سلام پڑھے۔

اب شک یہ رہ جائے گا کہ دو رکعتیں ہوئیں یا چار لہٰذا شک نمبر ۴ کے حکم پر عمل کرے۔

(۸) قیام کی حالت میں شک ہوا کہ یہ تیسری رکعت ہے یا چوتھی یا پانچویں۔

حُکم : قیام کو ترک کر کے بیٹھ جائے اور تشہُّد و سلام پڑھے۔

اب شک یہ رہ جائے گا کہ دو رکعتیں ہوئیں یا تین یا چار لہٰذا

شک نمبر ۳ کے حکم پر عمل کرے۔

(۹) قیام کی حالت میں شک ہوا کہ یہ پانچویں رکعت ہے یا چھٹی۔

حُکم : قیام کو ترک کر کے بیٹھ جائے اور تشہّد و سلام پڑھے۔
اب شک رہ جائے گا کہ چار رکعتیں ہوئیں یا پانچ۔ لہٰذا شک نمبر ۵ کے حکم پر عمل کرے۔

نوٹ (۱) : شک نمبر ۶ ، ۷ ، ۸ اور ۹ کی صورتوں میں نمازِ اِحتیاط کے بعد اِحتیاطِ مستحب کی بنا پر دو سجدۂ سَہْو بھی کرے۔

نوٹ (۲) : جس کو رکعتوں کی تعداد میں شک ہو اگر اس کا ظن کسی ایک طرف غالب ہوجائے تو اپنے اسی ظنِّ غالب پر عمل کرے۔

سجدۂ سَہْو کا طریقہ

نیّت اور قصدِ قربت کے بعد دو سجدے پے درپے کرے۔ اِحتیاطِ لازِم یہ ہے کہ سجدہ اسی چیز پر کرے جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے۔ تکبیر واجب نہیں بلکہ براہِ راست سجدہ کرے۔ بہتر یہ ہے کہ سجدے میں یہ کہے : بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ پھر بیٹھ جائے۔ اس کے بعد دوسرا سجدہ کرے اور اس میں بھی وہی کہے جو پہلے سجدے مین کہا تھا۔ اس کے بعد پھر اٹھ کر بیٹھے اور کہے :

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ

وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ. اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ.
اَوْلیٰ یہ ہے کہ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کا بھی اِضافہ کرے۔

سجدۂ سَہو کے مواقع

(۱) نماز پڑھتے ہوئے بھُولے سے بات کرے تو اِحتیاطِ واجِب یہ ہے کہ سجدۂ سَہو بجا لائے۔
(۲) سلام بے موقع پڑھ لے تو اِحتیاطِ واجِب یہ ہے کہ سجدۂ سَہو بجا لائے۔
(۳) تشہُّد بھول جائے تو سجدۂ سَہو بجا لائے۔
(۴) دوسرے سجدے کے دوران شک ہو کہ رکعتیں چار ہوئیں یا پانچ یا چار پڑھی ہیں یا چھ تو سجدۂ سَہو بجا لائے۔
(۵) نماز کے بعد معلوم ہوجائے کہ کوئی چیز کم یا زیادہ ہوگئی ہے جبکہ نماز پر صحیح ہونے کا حکم ہو۔

نماز کے بھُولے ہوئے اَجزا کی قضا

(۱) اگر ایک سجدہ بھول جائے اور وہ سجدہ اگلی رکعت کے رکوع میں جا کر یاد آئے تو نماز کے بعد اس کی قضا واجب ہے۔
(۲) اگر تشہُّد بھول جائے اور وہ رکوع کے بعد ہی یاد آئے تو اِحتیاطِ مستحب یہ ہے کہ نماز کے بعد اس کی قضا کرے۔
(۳) قضا میں بدَل کی نیّت کرنا واجب ہے اور اس میں وہ سب شرائط اِح

پوری ہونی ضروری ہیں جو ادا کی نیّت کے لیے ضروری تھیں۔
(۴) اگر بھُولے ہوئے جزو کی قضا اور اصل نماز کے درمیان کوئی فعل نماز کے منافی انجام دیں تو اِحتیاطِ مستحب ہے کہ جزو کی قضا کے بعد نماز دوبارہ پڑھے ورنہ نماز کا اِعادہ کرنا ہوگا۔

نمازِ اِحتِیاط کا طریقہ

جس شخص پر نمازِ اِحتِیاط واجب ہو ضروری ہے کہ نماز کے سلام کے فوراً بعد نمازِ اِحتِیاط کی نیّت کرے اور تکبیر کہے، پھر الحمد پڑھے، رکوع اور دو سجدے بجا لائے۔ پس اگر اس پر ایک رکعت نمازِ اِحتِیاط واجب ہو تو دو سجدوں کے بعد تشہّد اور سلام پڑھے۔ اگر اس پر دو رکعت نمازِ اِحتِیاط واجب ہو تو دو سجدوں کے بعد پہلی رکعت کی طرح ایک اور رکعت بجا لائے اور تشہُّد کے بعد سلام پڑھے۔

نمازِ اِحتِیاط میں سورہ اور قنُوت نہیں ہیں۔ ضروری ہے کہ اس کی نیّت زبان پر نہ لائے اور اِحتِیاطِ لازِم کی بنا پر ضروری ہے کہ یہ نماز آہستہ پڑھے اور اِحتِیاطِ مستحب یہ ہے کہ اس کی بِسۡمِ اللّٰہ بھی آہستہ پڑھے۔

نوٹ: یہ ضروری ہے کہ نمازِ اِحتِیاط اصل نماز کے فوراً بعد پڑھی جائے اور درمیان میں کوئی فعل نماز کے خلاف نہ ہو ورنہ نماز باطل ہو جائے گی اور اِحتِیاط کی بنا پر اصل نماز کا اِعادہ کرنا ہوگا۔

مسافر کی نماز

مسافر پر چار رکعتی نماز میں قَصْر واجب ہے یعنی ظہر، عصر اور عش
نمازوں کو چار رکعت کے بجائے دو رکعت نماز فجر کی طرح ادا کر
اس کے لیے قَصْر کی شرائط کا پورا ہونا ضروری ہے۔ صبح اور مغرب کی نم
پوری رہیں گی ان میں قَصْر نہیں ہے۔

مسافر کے لیے قَصْر نماز کی شرائط

(۱) تقریباً ۴۴ کلو میٹر کی مسافت طے کرنے کا قصد ہو۔ یہ ق
صرف جانے کا یا صرف آنے کا بھی ہوسکتا ہے اور یہ بھی ہوسکت
کہ ۲۲ کلومیٹر جائے اور ۲۲ کلومیٹر واپس آئے۔

(۲) پوری مَسافت طے ہونے تک سفر کا اِرادہ باقی رہنا ضروری
اگر مَسافت طے ہونے سے قبل تَذَبْذُب پیدا ہوا یا ارادہ بدل گ
پوری نماز پڑھے۔

(۳) مسافت طے ہونے سے قبل سفر میں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئے
راستے میں مسافر کا وطن آ گیا یا کسی جگہ دس دن قیام کرنے
ارادے سے ٹھہر گیا یا کسی جگہ تین دن تک ٹھہرا رہا اور یہ
کرسکا کہ آگے جاؤں یا نہیں۔ اگر ایسی کوئی صورت ہو تو پوری
پڑھے۔ اسی طرح یہ بھی نہیں ہونا چاہیے کہ شروع ہی سے ا

کہیں درمیان میں ٹھہرنے یا وطن جانے کا قصد ہو۔

(۴) مسافر ایسا شخص نہ ہو جس کا پیشہ ہی سفر کرنا ہو۔ اس حکم میں وہ شخص بھی داخل ہے جو سفر میں ہی کاروبار کرتا ہے۔ پہلی قسم ڈرائیور، ملّاح پھیری کرنے والے تاجر اور بڑھئی، معمار و نقّاش وغیرہ کی ہے جو اپنے کام کے سلسلے میں اکثر ایک جگہ سے دوسری جگہ آتے جاتے ہیں۔ دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جن کا پیشہ تجارت، ڈاکٹری یا درس و تدریس ہے اور وہ اپنے پیشے کے سلسلے میں اکثر اپنے شہر سے ۴۴ کلومیٹر کے فاصلے تک آتے جاتے رہتے ہیں۔ یہ پہلی اور دوسری قسم کے سب لوگ پوری نماز پڑھیں گے۔

(۵) وہ خانہ بدوش نہ ہو جو عمر بھر ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا رہتا ہے اور اس کا کوئی مستقل ٹھکانا نہیں ہوتا۔ خانہ بدوشوں کو بغیر قصر کے پوری نماز پڑھنا ہوتی ہے۔ یہی حکم اس شخص کا ہے جو ایک ملک سے دوسرے ملک میں منتقل ہوتا رہتا ہے اور اس کا کوئی خاص وطن نہیں ہوتا۔

(٦) سفر کسی گناہ کی نیّت سے نہ کیا ہو مثلاً اس شخص کا سفر جو چوری کرنے یا کسی کو ناحق قتل کرنے یا شراب پینے یا ظالم کی مدد کرنے کے لیے یا کسی اور ایسے ہی مقصد کے لیے سفر کرتا ہے۔

(۷) سفر محض تفریحی شکار کے لیے بھی نہ ہو اگرچہ ایسا سفر حرام نہیں ہے

لیکن ایسے شخص پر جاتے ہوئے پوری نماز پڑھنا واجب ہے۔ البتہ واپسی کا سفر اگر آٹھ فرسخ یا زیادہ کا ہو تو وہ قَصْر نماز پڑھے۔ اگر شکار غذا حاصل کرنے یا تجارت کے مقصد سے ہو تو جاتے ہوئے بھی اور واپس آتے ہوئے بھی قَصْر نماز پڑھے۔

(۸) وطن سے اتنی دور ہو کہ وہاں کے لوگ دکھائی نہ دیں اور اس کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل شہر کو نہ دیکھ سکے تو قَصْر نماز پڑھے۔

نوٹ: مسافر کو اختیار ہے کہ پورے مکہ، مدینہ اور کوفہ نیز امام حسین علیہ السلام کی قبرِ مُطہّر سے تقریباً ساڑھے گیارہ میٹر کے اطراف میں چاہے تو قَصْر نماز پڑھے اور چاہے تو پوری نماز پڑھے۔

نماز کی قضا

(۱) پانچ یومیہ نمازوں میں سے خواہ جان بوجھ کر یا بھُول کر یا سوئے رہنے سے یا کسی اور وجہ سے جو نماز اپنے وقت پر ادا نہ کی ہو یا نماز ادا تو کی لیکن وہ فاسد ہوگئی۔ ان تمام صورتوں میں ہر چھُوٹی ہوئی نماز کی قضا واجب ہے۔

(۲) حسبِ ذیل صورتوں میں قضا واجب نہیں ہے:

الف۔ جو نماز بچپن کے زمانے میں چھوٹ گئی۔

ب۔ جو نماز اصلی کفر کی حالت میں چھوٹ گئی۔

ج۔ جو نماز دیوانگی کی حالت میں چھوٹ گئی ہو۔

د۔ جو نماز بیہوشی کی حالت میں چھوٹ گئی ہو بشرطیکہ بیہوشی پورے وقت رہی ہو۔ اگر خود اپنے فعل سے بیہوش ہوا ہو تو واجب یہ ہے کہ قضا کرے۔

حسب ذیل صورتوں میں قضا واجب ہے:

(۳) جب بچہ بالغ ہوجائے یا دیوانے کو اِفاقہ ہوجائے یا بیہوش کو ہوش آجائے یا کافر مسلمان ہوجائے تو اگر نماز کے وقت میں اتنی گنجائش ہے کہ وہ ایک رکعت بھی پوری شرائط کے ساتھ پڑھ لے تو نماز واجب ہوگی اور اگر نہیں پڑھے گا تو اس کی قضا کرنی ہوگی۔

(۴) جو نماز مکلّف سے مُرتد ہوجانے یا نشے کی حالت میں ہونے کی وجہ سے چھوٹ جائے اس کی قضا واجب ہے۔

(۵) دن، رات، سفر اور حَضَر میں سے ہر حال میں قضا جائز ہے۔

(۶) جو نمازیں باپ سے کسی عذر کی بنا پر چھوٹ گئی ہوں اِحتِیاطِ واجب کی بنا پر بڑے بیٹے پر ان کی قضا واجب ہے۔

(۷) جس کے ذمے واجب نمازیں باقی ہوں وہ نافلہ نمازیں پڑھ سکتا ہے۔

(۸) کسی نماز کی فوری طور پر قضا کرنا واجب نہیں ہے البتہ قضا پڑھنے میں کوتاہی نہ کرے۔

(۹) نماز کی قضا جماعت کے ساتھ بھی جائز ہے۔

(۱۰) جو نمازیں حَضَر میں قضا ہوئیں ان کو پوری پڑھے چاہے اس وقت جب قضا کر رہا ہے سفر میں ہو۔ اسی طرح جو نمازیں سفر میں قضا ہوئی ہیں ان کو قَصر کرے چاہے اس وقت جب قضا کر رہا ہے حَضَر میں ہو۔

(۱۱) اگر متعدد نمازیں چھوٹ گئی ہوں تو ان کی قضا میں ترتیب رکھنا واجب نہیں سوائے ان نمازوں کے جو اپنی اصل سے ہی ترتیب وار ہیں جیسے ایک ہی دن کی ظہرین یا مغربین۔ لہٰذا اگر ایک ہی دن کی ظہر اور عصر کی نمازیں فوت ہوئی ہوں تو ظہر کی نماز پہلے پڑھنا واجب ہے۔ یہی صورت مغرب اور عشاء کی نمازوں کی ہے لیکن اگر ظہر کی نماز ایک دن کی فوت ہوئی اور عصر کی اَور دن کی تو اختیار ہے جس نماز کو چاہے پہلے پڑھے۔ اسی طرح اگر ایک ہی دن کی صبح کی نماز اور ظہرین کی نمازیں فوت ہوئی ہوں تو صبح کی نماز پہلے پڑھنا ضروری نہیں لیکن ظہر کی نماز عصر کی نماز سے پہلے پڑھنا واجب ہے وعلیٰ ہٰذا القیاس۔

(۱۲) یومیہ نمازوں کے علاوہ (عیدین کو چھوڑ کر) دیگر واجب نمازوں کی بھی قضا واجب ہے۔ اگر نَذْر کردہ کوئی نفل نماز وقتِ معیّن پر ادا نہ ہوئی ہو تو اَحْوَط یہ ہے کہ اس کی قضا بھی واجب ہے۔

(۱۳) میّت کی طرف سے اِجارہ پر نمازیں پڑھوانا جائز ہے اور دوسری عبادات کا بھی یہی حکم ہے۔ اَجیر کے پڑھنے سے وہ نمازیں میت پر سے ساقط ہوجائیں گی۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ یہ اِجارہ میّت کے وصی نے، ولی نے، وارث نے یا کسی اور شخص نے کیا ہو۔

نمازِ آیات

(۱) نمازِ آیات جس کے پڑھنے کا طریقہ بعد میں بیان ہوگا، تین چیزوں کی وجہ سے واجب ہوتی ہے:

(۱) سورج گرہن

(۲) چاند گرہن

اگرچہ ان دونوں کے کچھ حصے کو ہی گرہن لگے اور خواہ انسان پر اس کی وجہ سے خوف بھی طاری نہ ہوا ہو۔

(۳) زلزلہ

اِحتیاطِ واجب کی بنا پر اگرچہ اس سے کوئی بھی خوفزدہ نہ ہوا ہو البتہ بادلوں کی گرج، بجلی کی کڑک، سرخ و سیاہ آندھی اور انہی جیسی دوسری آسمانی نشانیاں جن سے اکثر لوگ ڈر جائیں اور اسی طرح زمین کے حادثات مثلاً زمین کا دھنس جانا اور پہاڑوں کا گرنا جن سے اکثر لوگ خوفزدہ ہوجاتے ہیں ان صورتوں میں بھی احتیاط مستحب

کی بنا پر نمازِ آیات ترک نہیں کرنا چاہیے (بلکہ محفوظ جگہ پر پہنچ کر نمازِ آیات ادا کرنی چاہیے)۔

نمازِ آیات پڑھنے کا طریقہ

(۲) یہ نماز دو رکعت ہے۔ اس کی ہر رکعت میں پانچ رکوع ہوتے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

پہلی رکعت

(۱) نیّت کرنے کے بعد تکبیرۃُ الاِحرام کے بعد الحمد اور دوسرا سورہ پڑھے۔ پھر رکوع کرے اور سیدھا کھڑا ہو جائے۔

(۲) پھر الحمد اور دوسرا سورہ پڑھے، رکوع کرے اور سیدھا کھڑا ہو جائے۔

(۳) پھر الحمد اور دوسرا سورہ پڑھے، رکوع کرے اور سیدھا کھڑا ہو جائے۔

(۴) پھر الحمد اور دوسرا سورہ پڑھے، رکوع کرے اور سیدھا کھڑا ہو جائے۔

(۵) پھر الحمد اور دوسرا سورہ پڑھے، رکوع کرے اور سیدھا کھڑا ہو جائے۔

(۶) پانچواں رکوع کر کے سیدھا کھڑا ہو جائے۔ پھر زمین کی طرف جھکے، دو سجدے کرے اور کھڑا ہو جائے۔

دوسری رکعت

(۷) الحمد اور دوسرا سورہ پڑھے، پھر رکوع کرے اور سیدھا کھڑا ہو جائے۔

(۸) الحمد اور دوسرا سورہ پڑھے، پھر رکوع کرے اور سیدھا کھڑا ہوجائے۔
(۹) الحمد اور دوسرا سورہ پڑھے، پھر رکوع کرے اور سیدھا کھڑا ہوجائے۔
(۱۰) الحمد اور دوسرا سورہ پڑھے، پھر رکوع کرے اور سیدھا کھڑا ہوجائے۔
(۱۱) الحمد اور دوسرا سورہ پڑھے، پھر رکوع کرے اور سیدھا کھڑا ہوجائے۔
(۱۲) پانچواں رکوع کر کے سیدھا کھڑا ہوجائے اور دو سجدے کرے۔ اس کے بعد تشہّد اور سلام پڑھے۔

(۳) یہ بھی جائز ہے کہ ایک پورے سورے کو رکوع کی تعداد کے مطابق پانچ حصوں میں تقسیم کرکے ایک رکعت میں پڑھے۔

(۴) سورج گرہن اور چاند گرہن کی نماز کا وقت گرہن شروع ہونے سے بالکل صاف ہوجانے تک ہے۔ زلزلے وغیرہ کی صورت میں یہ واقعہ پیش آتے ہی نماز پڑھنی چاہیے لیکن اگر نہیں پڑھی تو اَحْوَطِ اَوْلیٰ یہ ہے کہ آخر عمر تک کسی وقت بھی پڑھے۔

(۵) قرأت کے بعد دوسرے، چوتھے، چھٹے، آٹھویں اور دسویں رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا مستحب ہے۔ اس طرح پہلی رکعت میں دو بار اور دوسری رکعت میں تین بار قنوت پڑھی جاتی ہے۔ تاہم اگر صرف دسویں یعنی آخری رکوع سے پہلے ایک بار قنُوت پڑھے تو وہ کافی ہے۔

(۶) نمازِ آیات میں صرف سورج اور چاند گرہن کی نماز جماعت سے

پڑھنا مستحب ہے۔ اس میں یومیہ نماز پنجگانہ کی طرح قرأت کی ذمے داری صرف امام کی ہوگی۔

چند مستحب نمازیں

(۱) نمازِ عیدَین:
عیدَین کی نماز امام علیہ السلام کے زمانِ حُضور میں واجب اور زمانِ غَیبَت میں مستحب ہے۔ یہ نماز فُرادیٰ اور جماعت ہر دو طریقوں سے پڑھی جاسکتی ہے۔

(۲) نمازِ وحشت:
یہ نماز دفنِ میّت کے بعد آنے والی پہلی رات میں پڑھی جاتی ہے اور اس کی دو رکعتیں ہیں۔ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد آیتُ الکرسی (هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ تک) پڑھے اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ اِنَّآ اَنْزَلْنَاهُ دس مرتبہ پڑھے۔
سلام کے بعد کہے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَابْعَثْ ثَوَابَهَا اِلٰى قَبْرِ فُلَانٍ فلاں کی جگہ میت کا نام ہے۔

(۳) اولِ ماہ کی نماز:
یہ دو رکعتی نماز ہے۔ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد ۳۰ مرتبہ سورۂ اِخلاص

پڑھے اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد ۳۰ مرتبہ سورۂ قدر پڑھے۔ نماز کے بعد صدقہ دے اس سے پورے مہینے میں آفات سے محفوظ رہے گا۔ اس نماز کے بعد کچھ آیاتِ کریمہ کا پڑھنا بھی مستحب ہے۔

(۴) نمازِ غُفیلہ :

یہ دو رکعتی نماز ہے جو مغرب اور عشاء کی نمازوں کے درمیان میں پڑھی جاتی ہے۔ اس کی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ انبیاء کی آیت ۸۷ اور ۸۸ پڑھے :

وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَ كَذٰلِكَ نُـْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ○

اور دوسری رکعت میں سورۂ انعام کی آیت ۵۹ پڑھے :

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○

اس کے بعد کہے :

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِمَفَاتِحِ الْغَيْبِ الَّتِيْ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّآ اَنْتَ اَنْ تُصَلِّيَ

عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَاَنْ تَفْعَلَ بِیْ کذا و کذا

کذا و کذا کی بجائے خدا سے اپنی حاجت طلب کرے۔

اس کے بعد کہے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ وَلِیُّ نِعْمَتِیْ وَالْقَادِرُ عَلٰی طَلِبَتِیْ تَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَسْأَلُکَ

بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ لَمَّا قَضَیْتَھَا لِیْ۔

اس کے بعد پھر اپنی حاجت طلب کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حاجت

برلائے گا۔

روزہ

فرُوعِ دین میں سے روزہ دوسری فرَع ہے۔ قرآن مجید میں ہے :

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ مومنو! تم پر روزے فرض کردیئے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ شِعار بن جاؤ۔

(سورۂ بقرہ : آیت ۱۸۳)

روزہ اس انسان پر واجب ہے جس میں یہ شرائط پائی جائیں :

(۱) بلوغ : لڑکی ۹ قمری سال میں بالغ ہوجاتی ہے۔ لڑکے کے بالغ ہونے کی نشانی یہ ہے کہ وہ ۱۵ قمری سال کا ہوجائے یا یہ کہ اس کی ناف کے نیچے سخت بال آجائیں۔ نرم ملائم بالوں کے اُگنے سے کچھ ثابت نہیں ہوتا۔

(۲) عقل : دیوانے پر روزہ واجب نہیں ہے۔

(۳) ضرَر کا اندیشہ ہونا : ضرَر کی دو قسمیں ہیں۔ جسمانی اور غیر جسمانی۔

جسمانی ضرر یہ ہے کہ مثلاً کسی بیماری کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو جیسے آشوبِ چشم یا کسی بیماری کے بڑھ جانے کا خوف ہو یا بیماری کے طویل ہوجانے کا خطرہ ہو۔ ان سب صورتوں میں روزہ واجب نہیں ہے لیکن اگر اسی سال کے دوران میں بیماری سے شفایاب ہوجائے تو پھر اس پر چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا واجب ہے۔

(۴) بیہوشی سے محفوظ ہونا۔

(۵) وطنِ اصلی یا ایسے وطنِ اِقامت وغیرہ میں مقیم ہونا جو وطنِ اصلی کے حکم میں ہے۔ اگر کسی نے رات کو روزے کی نیّت کرلی تھی اور ظہر سے قبل ایسا سفر کیا جس میں قَصْر ہے تو اس کا روزہ درست نہیں۔ اس کے ذمے اس روزے کی قضا ہوگی۔ البتہ اگر کسی نے سفر میں روزے کے حکم سے ناواقفیت کی بنا پر روزہ رکھ لیا اور غروبِ آفتاب کے بعد اسے مسئلے کا علم ہوا تو اس کا روزہ صحیح ہوگا۔ نماز میں قَصْر کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔

مُبطِلاتِ روزہ

مُبطلاتِ روزہ آٹھ ہیں۔ روزہ دار پر واجب ہے کہ وہ ان آٹھ چیزوں سے پرہیز کرے کیونکہ ان سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(۱) کھانا اور پینا

(۲) گاڑھا غبار جان بُوجھ کر حلق میں پہنچانا۔ غبار چاہے کسی حلال چیز کا ہو جیسے آٹے کا غبار یا حرام چیز کا جیسے ریت، مٹی وغیرہ۔ نیز اِحتیاطِ واجب کی بنا پر دھوئیں کا بھی یہی حکم ہے۔

(۳) خود سے قے کرنا چاہے کسی بیماری کے علاج کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔

(۴) اللہ، رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرینؑ سے کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا خواہ کوئی دینی امر ہو یا دنیاوی۔ اِحتیاطِ مُستحَب یہ ہے کہ حضرت بی بی فاطمہ زہراؑ و دیگر انبیاؑء اور اوصیاء سے بھی کوئی جھوٹی بات منسوب نہ کی جائے۔

فائدہ: مذکورہ بالا کام اگر جان بُوجھ کر کئے جائیں تو ان سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔

روزے کے مسائل

(۱) سونے سے روزہ باطل نہیں ہوتا خواہ تمام دن سوتا رہے بشرطیکہ رات کو روزے کی نیّت کرلی ہو۔

(۲) نیّت کرنے کا وقت صبح صادق تک ہے۔ اس سے پہلے رات کو نیّت کرلینا بھی کافی ہے۔ تاہم رمضان کا مہینہ شروع ہونے سے پہلے پورے مہینے کے روزوں کی ایک دفعہ نیّت کرلینا بھی جائز ہے۔

(۳) منہ کا لُعاب نگلنے میں کوئی حرَج نہیں خواہ وہ منہ میں جمع کر کے نگلا

جائے۔ وہ بلغم جو سینے سے اوپر کو آئے اور دماغ کی رطوبت جو ناک
سے گلے میں آئے اس کا بھی یہی حکم ہے لیکن اِحتِیاطِ مُستحَب یہ ہے
کہ اگر بلغم منہ کے اندر آ جائے تو اسے نہ نگلے۔

(۴) مستحب روزہ درست ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ کوئی واجب روزہ
انسان کے ذمے باقی نہ ہو۔

(۵) روزے کے صحیح ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ نیت قُربَۃً اِلَی اللہ کی
ہو اور ریاکاری کے بغیر اخلاص سے روزہ رکھا گیا ہو۔

(۶) آنکھ یا کان میں دوائی ڈالنے میں کوئی حرَج نہیں۔ اسی طرح انجکشن
لگوانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ دانت نکلوانے سے بھی روزے پر
کوئی اثر نہیں پڑتا۔

(۷) جس نے رمضان میں جان بُوجھ کر روزہ توڑا اس پر قضا اور کَفّارہ
دونوں واجب ہیں۔ ایک روزے کا کَفّارہ یہ ہے۔ ایک غلام آزاد
کرے یا دو مہینے کے مسلسل روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا
کھلائے۔ ان تینوں میں سے کوئی ایک عمل کرنے کا اختیار ہے
کَفّارہ اس وقت لازم ہوگا جبکہ روزے دار کو معلوم ہو کہ اس کے اس
فعل سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(۸) جو جان بُوجھ کر روزہ نہ رکھے یا ایسی کسی بیماری کی مجبوری سے روزہ

رکھ سکے جو ایک سال تک چلے تو اس پر صرف روزے کی قضا واجب ہے۔ اگر بیماری ایک سال تک طویل ہوجائے تو پھر قضا نہیں بلکہ ہر روزے کا فِدْیہ ایک مُد کھانا دے (مُد کی تشریح آگے آرہی ہے)۔

(۹) روزے کا فِدْیہ دینا حسبِ ذیل اشخاص پر واجب ہے:

الف: بوڑھا، بُڑھیا اور پیاس کا مریض جنھیں روزہ رکھنا سخت دشوار ہو۔
حامِلہ عورت جس کے وضعِ حمل کے دن قریب ہوں، دودھ پلانے والی عورت جس کو دودھ کم آتا ہو اور بچے کو ضَرَر پہنچنے کا اندیشہ ہو ان دونوں طرح کی عورتوں پر فِدْیہ کے علاوہ روزے کی قضا بھی واجب ہے لیکن پیاس کے مریض کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ جب ممکن ہو قضا کرے اور بوڑھے اور بُڑھیا پر بھی قضا نہیں صرف فِدْیہ ہی ہے۔

ب: وہ شخص جو بیماری کے سبب رمضان میں روزے نہیں رکھ سکا اور بیماری کا سلسلہ اگلے ماہ رمضان تک چلتا رہا تو اس پر قضا نہیں صرف فِدْیہ واجب ہے جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے۔

ج: وہ شخص جس نے طاقت کے باوجود پچھلے سال کے روزوں کی قضا نہیں کی وہ ہر روزہ کے بدلے ایک فِدْیہ تاخیری دے۔

(۱۰) فِدْیہ کی مقدار ایک مُد کھانا ہے جو تقریباً ۷۵۰ گرام ہوتا ہے۔

کفّارے کا طریقہ: فقراء کو کھانا کھلائے، قیمت دے دینا درست نہیں۔

(۱۱) بڑے بیٹے پر اِحتیاطِ لازِم کی بنا پر ان روزوں کی قضا واجب ہے جو اس کے باپ سے کسی عذر کی وجہ سے چھوٹ گئے تھے۔ وہ یہ بھی کرسکتا ہے کہ ہر روزہ کے بدلے ۷۵۰ گرام کھانا کسی فقیر کو دیدے۔

سفر میں روزے کے مسائل

(۱) اگر قصر کی وہ شرائط پائی جاتی ہوں جو بیان ہوچکی ہیں تو پھر مسافر کا روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

(۲) رمضان کے مہینے میں سفر کرنا جائز ہے خواہ وہ سفر روزے سے بچنے ہی کے لیے کیوں نہ کیا جائے مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

(۳) مسافر کے لیے رمضانُ المبارک میں دن کے وقت شوقیہ کھانا پینا جائز لیکن مکروہ ہے۔

(۴) مسافر کو روزہ چھوڑ دینے کی اس وقت اجازت ہے جب وہ اپنی بستی سے اتنی دور (یعنی حدِ ترَخُّص پر) چلا جائے کہ وہ اہلِ شہر کو نہ دیکھ سکے۔

(۵) رمضان میں مسافر کی روانگی اور واپسی کے مسائل۔

الف: اگر روزے دار ظہر کے بعد سفر کرے تو ضروری ہے کہ اِحتیاط کی بنا پر اپنے روزے کو پورا کرے اور اس صورت میں اس روزے کی قضا کرنا ضروری نہیں اور اگر ظہر سے پہلے سفر

کرے تو اِحتیاط کی بنا پر اس دن کا روزہ نہیں رکھ سکتا خصوصاً
جب رات ہی سے اس کا ارادہ سفر کرنے کا ہو۔ لیکن ہر
صورت میں حدِّ تَرَخُّص تک پہنچنے سے پہلے ایسا کوئی کام نہیں
کرنا چاہیے جو روزے کو باطل کرتا ہو ورنہ اس پر کفّارہ
واجب ہوگا۔

ب: اگر مسافر رمضان میں خواہ وہ فجر سے پہلے سفر میں ہو یا
روزے سے ہو اور سفر کرے اور ظہر سے پہلے اپنے وطن پہنچ
جائے یا ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں وہ دس دن قیام کرنا چاہتا ہو
اور اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہوتو
اِحتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ رکھے اور اس
صورت میں اس روزے کی قضا بھی نہیں اور اگر کوئی ایسا کام
کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہوتو اس دن کا روزہ اس پر
واجب نہیں ہے اور ضروری ہے کہ قضا کرے۔

ج: اگر مسافر ظہر کے بعد اپنے وطن پہنچے یا ایسی جگہ پہنچے جہاں
دس دن قیام کرنا چاہتا ہوتو اِحتیاطِ واجب کی بنا پر اس دن کا
روزہ باطل ہے اور ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے۔

رُویتِ ہِلال کے مسائل

مہینے کی پہلی تاریخ (مندرجہ ذیل) چار چیزوں سے ثابت ہوتی ہے :

(۱) انسان خود چاند دیکھے۔

(۲) ایک ایسا گروہ جس کے کہنے پر یقین یا اطمینان ہوجائے یہ کہے کہ ہم نے چاند دیکھا ہے اور اس طرح ہر وہ چیز جس کی بدولت یقین آجائے یا کسی عقلی بنیاد پر اطمینان حاصل ہوجائے۔

(۳) دو عادل مرد یہ کہیں کہ ہم نے رات کو چاند دیکھا ہے مگر وہ چاند کے الگ الگ اوصاف بیان کریں تو پہلی تاریخ ثابت نہیں ہوگی اور یہی حُکم ہے اگر انسان کو ان کی غلطی کا یقین یا اطمینان ہو یا ان دو عادلوں کی گواہی سے دو اور عادلوں کی گواہی یا اس جیسی کوئی چیز ٹکرا رہی ہو مثلاً شہر کے بہت سے لوگ چاند دیکھنے کی کوشش کریں مگر دو عادل آدمیوں کے سوا کوئی دوسرا چاند دیکھنے کا دعویٰ نہ کرے یا کچھ لوگ چاند دیکھنے کی کوشش کریں اور ان لوگوں میں سے دو عادل چاند دیکھنے کا دعویٰ کریں اور دوسروں کو چاند نظر نہ آئے حالانکہ ان لوگوں میں دو اور عادل آدمی ایسے ہوں جو چاند کی جگہ پہچاننے ، نگاہ کی تیزی اور دیگر خصوصیات میں ان پہلے دو عادل آدمیوں کی مانند ہوں، مطلع بھی صاف ہو اور کسی ایسی چیز کے ہونے کا احتمال بھی نہ ہو جو اُن کو دکھائی دینے میں رکاوٹ بن سکے تو دو عادل آدمیوں کی

گواہی سے مہینے کی پہلی تاریخ ثابت نہیں ہوگی۔

(۴) شعبان کی پہلی تاریخ سے تیس دن گزر جائیں جن کے گزرنے پر رمضان کی پہلی تاریخ ثابت ہوجاتی ہے اور رمضان کی پہلی تاریخ سے تیس دن گزر جائیں جن کے گزرنے پر شوّال کی پہلی تاریخ ثابت ہوجاتی ہے۔

فِطرہ کے مسائل

(۱) ہر اس شخص پر جو عاقل، بالغ، آزاد اور فقیر نہ ہو اس پر واجب ہے کہ وہ فِطرہ اپنی طرف سے دے۔ گھر والوں میں چھوٹے بڑے، مسلمان کافر سب شامل ہیں یہاں تک کہ دودھ پیتے بچے کی طرف سے بھی فطرہ دے اور اس مہمان کی طرف سے بھی جو چاند ہونے سے پہلے اس کے گھر آگیا ہو بشرطیکہ وہ گھر کے مالک کی رضامندی سے اس کے گھر آیا ہو اور عید کی رات اسی کے یہاں گزارے خواہ کھانا نہ کھائے۔ اِحتیاطِ واجِب یہ ہے کہ عید کا چاند نظر آجانے کے بعد بھی اگر کوئی مہمان آجائے تو میزبان اس کا فِطرہ بھی دے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گھر والوں میں یہ سب کے سب شامل ہیں۔

(۲) عید کی صبح ہونے کے بعد اگر کسی کو کھانے پر مدعو کیا جائے تو اس کا فِطرہ دعوت دینے والے پر نہیں کیونکہ اس شخص کا شمار اس بلانے

والے کے گھر والوں میں نہیں ہے۔

(۳) فِطرہ ادا کرنے کا وقت چاند رات سے لے کر عید کے دن ظہر تک ہے۔ اِحتیاطِ واجب یہ ہے کہ اگر عید کی نماز پڑھے تو نماز سے قبل فِطرہ ادا کردے یا کم از کم الگ کرکے رکھ لے۔

(۴) فِطرہ کی نوعیت : فِطرے میں خوراک میں کام آنے والی چیزیں مثلاً گیہوں ، جَو ، کھجور ، چاول اور کِشمش وغیرہ دی جاتی ہیں۔ اِحتیاطِ لازِم یہ ہے کہ فطرے کو ان ہی چار چیزوں تک محدود رکھا جائے بشرطیکہ یہ چیزیں اس جگہ کی عام خوراک ہوں جہاں فِطرہ ادا کیا جا رہا ہے۔

(۵) یہ بھی جائز ہے کہ اشیائے خوردنی کی جگہ ، وقت اور مقام کے لحاظ سے ان کی نقد قیمت فِطرے میں دے دی جائے۔

(۶) فِطرے کی مقدار ایک صاع یعنی تقریباً تین کلوگرام فی کس ہے۔

(۷) فِطرے کا مَصْرَف بھی وہی ہے جو زکات کا ہے۔ نیز فِطرے کے احکام بھی وہی ہیں جو زکات کے ہیں۔

(۸) فِطرے کی ادائیگی کے لیے قُرْبَۃً اِلَی اللہ کی نیت ضروری ہے جیسا کہ مال کی زکات دینے کی صورت میں ہے۔

(۹) جس کا فِطرہ کسی دوسرے پر واجب ہوگیا وہ خواہ مالدار ہی کیوں نہ ہو اس کے اپنے ذمے سے فِطرہ ساقط ہوجاتا ہے۔

(۱۰) اِحتِیاطِ مستحب ہے کہ کسی غریب کو ایک صاع سے کم نہ دیا جائے جو

تین کلو گرام کے مساوی ہے۔ البتہ اگر غریبوں کی زیادہ تعداد جمع ہو جائے تو کم بھی دیا جاسکتا ہے۔ نیز ایک غریب کو کئی صاع بھی دیئے جاسکتے ہیں۔

(۱۱) مستحب ہے کہ زکات دینے میں اپنے رشتے داروں اور ہمسایوں کو دوسرے لوگوں پر ترجیح دے۔ مناسب یہ ہے کہ اہلِ علم و فضل اور دین دار لوگوں کو بھی دوسروں پر ترجیح دے۔

(۱۲) جس شخص کے پاس صرف اندازاً ایک صاع گیہوں یا اس جیسی کوئی جنس ہو اس کے لیے مستحب ہے کہ فِطرہ دے اور اگر اس کے اہل و عیال بھی ہوں اور وہ ان کا فِطرہ بھی دینا چاہتا ہو تو وہ ایسا کرسکتا ہے کہ فِطرے کی نیّت سے ایک صاع گیہوں وغیرہ اپنے اہل و عیال میں سے کسی ایک کو دیدے اور وہ بھی اسی نیّت سے دوسرے کو دیدے اور وہ اسی طرح دیتے رہیں حتیٰ کہ وہ جنس خاندان کے آخری فرد تک پہنچ جائے اور اِحتیاطِ مستحب یہ ہے کہ جو چیز آخری فرد کو ملے وہ کسی ایسے شخص کو دے جو خود ان لوگوں میں سے نہ ہو جنھوں نے فِطرہ ایک دوسرے کو دیا ہے اور اگر ان لوگوں میں سے کوئی نابالغ یا پاگل ہو تو اس کا ولی اس کی بجائے فِطرہ لے سکتا ہے اور اِحتیاطِ مستحب ہے کہ وہ چیز اس کی نیّت سے نہ لے بلکہ اپنے لیے لے۔

حج

حج فرُوعِ دین میں سے تیسری فرَع ہے۔ حج ارکانِ دین میں سے ایک رُکن ہے اور اس کی فرضیت کا انکار اگر کسی شبہ کی بنا پر نہ ہو تو کفر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ○ لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے۔ اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔ (سورۂ آل عمران : آیت ۹۷)

شیخ کلینی نے اُصولِ کافی، کتابُ الحج میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے بطریقِ معتبر روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"جو شخص حج کئے بغیر مر گیا حالانکہ اسے نہ کوئی مجبوری تھی نہ کوئی ایسی بیماری جس کے سبب حج میں دشواری ہو اور نہ بادشاہ کی طرف سے کوئی رکاوٹ تھی تو وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرا۔"

حج کا وجوب اور اس کے اعمال

حج ہر مُکلَّف عاقل، بالغ، آزاد مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ واجب ہے بشرطیکہ وہ حجِ بیتُ اللہ کی اِستِطاعت رکھتا ہو۔ جو شخص خانہ کعبہ سے ۱۶ فرسخ (تقریباً ۸۸ کلومیٹر) یا اس سے زیادہ دور رہتا ہو اس کے لیے حج کے دو جزو ہیں: ایک عُمرۂ تمتُّع اور دوسرا حجِ تمتُّع۔

اول: عُمرۂ تمتُّع۔ اس کے پانچ اعمال ہیں:

(۱) اِحرام (۲) طواف (۳) نمازِ طواف (۴) سَعْی (۵) تقصیر

دوم: حج تمتُّع۔ اس کے تیرہ اعمال ہیں:

(۱) مکہ سے اِحرام باندھنا۔

(۲) وقوفِ عرفات۔ ۹ رذی الحجہ کو زوال سے لے کر غروبِ آفتاب تک عرفات میں ٹھہرنا۔

(۳) وقوفِ مُزْدَلفہ۔ عیدِ قربان کی رات کے کچھ حصے سے لے کر سورج نکلنے تک مُزْدَلفہ میں ٹھہرنا۔

(۴) عید کے دن مِنیٰ میں جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنا۔

(۵) عید کے دن مِنیٰ میں قربانی کرنا۔

(۶) عید کے دن مِنیٰ میں اپنے حسبِ حال سر مونڈنا یا تقصیر کرنا۔

(۷) مکہ واپس آکر طواف حج کرنا۔

(۸) نمازِ طواف ادا کرنا۔

(۹) صَفا اور مَروَہ کے درمیان سَعی کرنا۔

(۱۰) طوافُ النساء بجا لانا۔

(۱۱) نمازِ طوافُ النساء ادا کرنا۔

(۱۲) گیارہ اور بارہ تاریخ کی شب مِنیٰ میں گزارنا۔
(بعض صورتوں میں تیرہویں کی شب بھی)۔

(۱۳) گیارہ اور بارہ تاریخ کو تینوں جمرات کو کنکریاں مارنا۔
(بعض صورتوں میں تیرہویں تاریخ کو بھی)۔

جو شخص مسجدُ الحرام یعنی خانہ کعبہ سے ۱۶ فرسخ سے کم فاصلے پر رہتا
اس پر واجب ہے کہ حجِ اِفراد یا حج قِرَان کرے اور عُمرۂ مُفْرَدہ بھی کرے
جس پر حج واجب نہ ہو وہ بھی اگر ہو سکے تو عُمرۂ مُفْرَدہ کرے۔

زکات

زکات فروعِ دین میں سے چوتھی فرع ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے:

وَمَآ اُمِرُوٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ○ ان کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ اللہ کی عبادت کریں اپنے دین کو اس کے لیے خالص کر کے بالکل یکسو ہوکر اور نماز پڑھیں اور زکات دیں کہ یہی سچا دین ہے۔ (سورۂ بیّنہ: آیت ۵)

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے مال کی زکات دو تاکہ تمہاری نمازیں قبول ہوں۔

زکات کا وجوب

زکات ہر اُس مُکَلَّف پر واجب ہے جو بالغ، عاقل اور آزاد ہو اور وہ پورے سال کے دوران صاحبِ نِصاب رہا ہو یا زکات کے وجوب کے وقت صاحبِ نِصاب ہو۔ نیز وہ متعلقہ مال میں تصرف کا اختیار رکھتا ہو۔[۱]

۱۔ گیہوں، جَو، کشمش، کھجور اور اسی طرح اونٹ، گائے اور بھیڑ بکریوں میں مالک کا بالغ اور عاقل ہونا شرط نہیں ہے۔

اس کی کچھ شرائط بھی ہیں جن کا ذکر ہم ان چیزوں کے ساتھ کریں گے جن پر زکات واجب ہے۔

کن چیزوں پر زکات واجب ہے

الف: چار قسم کی اَجناس یعنی، گندم، جَو، کھجور اور کِشمِش۔

ب: تین قسم کے مویشی بھیڑ بکری، گائے بیل اور اونٹ۔

ج: دو قسم کی نقدی سونا اور چاندی۔

د: اِحتیاطِ لازِم کی بنا پر مالِ تجارت۔

اب ہم ان میں سے ہر ایک پر زکات واجب ہونے کی شرائط، ان کا نصاب اور زکات کی مقدار بتاتے ہیں۔

الف: اَجناس پر زکات واجب ہونے کی شرائط:

(۱) زکات کے وقت ملکیت کا پایا جانا یعنی جب ان اَجناس پر ان کے ناموں کا اطلاق ہوتا ہو۔

(۲) وجوبِ زکات کے وقت ان میں سے ہر ایک کے نصاب کی مقدار خشک حالت میں تقریباً ۸۴۷ کلوگرام ہے۔

زکات کی مقدار

جو جنس بارش وغیرہ سے سیراب ہو اس پر دس فیصد، جو کُنوَیں یا نہر وغیرہ کے پانی سے سیراب ہو اس پر بیس فیصد اور جو بارش اور کُنوَیں یعنی

دونوں طرح سے سیراب ہو اس پر ساڑھے سات فیصد زکات ہے۔

ان میں سے ہر جنس پر صرف ایک مرتبہ زکات واجب ہوتی ہے اور اس پر ایک سال گزرنا شرط نہیں۔

ب : بھیڑ بکری، گائے بیل اور اونٹ پر زکات واجب ہونے کی شرائط :

(۱) ایک سال گزر جائے۔

(۲) مویشیوں سے کوئی کام نہ لیا جاتا ہو (بار برداری وغیرہ)۔

(۳) سارا سال چراگاہ میں چرتے ہوں (خود کھلانا نہ پڑتا ہو)۔

(۴) نصاب

گوسفند کا نصاب

(۱) ۴۰ بھیڑ بکریوں کی زکات ایک بھیڑ یا بکری ہے۔

(۲) جب یہ ۱۲۱ ہوجائیں تو دو بھیڑیں یا دو بکریاں۔

(۳) جب ۲۰۱ ہوجائیں تو تین بھیڑیں یا تین بکریاں۔

(۴) جب ۳۰۱ ہوجائیں تو چار بھیڑیں یا چار بکریاں۔

(۵) ۴۰۰ اور اس سے زیادہ ہوں تو ہر سو پر ایک بھیڑ یا ایک بکری۔

گائے کا نصاب

(۱) ۳۰ گائے بیل کی زکات ایک بچھڑا ہے جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

(۲) جب ۴۰ ہوجائیں تو ایسی مادہ گائے جو تیسرے سال میں لگی ہو۔
(۳) اگر اس سے زائد ہوں تو جب تک ۶۰ تک نہ پہنچیں تو ضروری ہے کہ صرف ۴۰ پر زکات دے۔

اونٹ کا نصاب

جب پانچ اونٹ ہوں تو ان پر ایک بھیڑ یا بکری دے۔ اسی طرح دس پر دو بھیڑیں، پندرہ پر تین بھیڑیں، بیس پر چار بھیڑیں اور پچیس پر پانچ بھیڑیں دی جائیں۔

سونے چاندی کا نصاب

سونے چاندی پر زکات کے واجب ہونے کی شرائط:
(۱) سکّے کی شکل میں رائج الوقت کرنسی ہو۔ زیورات پر اور سونے چاندی کی سلاخوں پر زکات نہیں۔
(۲) سال گزر جائے۔
(۳) نصاب۔

سونے کا نصاب

پہلا نصاب:
۲۰ مِثقالِ شرعی پر اس کا چالیسواں حصہ بطور زکات دے۔

دوسرا نصاب :

چار مثقال شرعی پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکات دے۔

چاندی کا نصاب

پہلا نصاب :

۱۰۵ مُروّجہ مِثقال ہے۔ اس کا ڈھائی فیصد زکات دے۔

دوسرا نصاب :

۲۱ مُروّجہ مثقال کے اِضافے پر کل وزن کا چالیسواں حصہ زکات دے۔

لٰہذا سونے چاندی کی زکات کا قاعدہ یہ ہوا کہ $\frac{1}{40}$ یا ڈھائی فیصد کے حساب سے زکات دے۔[1]

زکات کے مصارف

(۱) زکات کے آٹھ مصارف ہیں :

فقیر، مِسکین، عامِلِ زکات، مُؤَلَّفَۃُ الْقُلُوب، غلام، قرضدار، مسافر، اُمورِ خیر۔

(۲) مستحق میں حسبِ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے :

۱۔ ایک مِثقالِ شرعی ۱۸ نخود کے برابر ہوتا ہے اور ۲۰ مِثقالِ شرعی آج کل کے مُروّجہ ۱۵ مثقال کے برابر ہوتا ہے۔ ۱۵ مِثقالِ شرعی سونے کی زکات ۹ نخود اور ۱۰۵ مروّجہ مثقال چاندی کی زکات دو مثقال ۱۵ نخود ہوتی ہے۔ ایک گرام میں ۵ نخود (چنے) ہوتے ہیں۔

الف : ایمان یعنی مسلمان اور شیعہ اِثنا عشری ہو۔
ب : زکات کو گناہ کے کاموں میں خرچ نہ کرتا ہو۔ اِحتیاطِ واجِب یہ ہے کہ زکات ایسے شخص کو نہ دی جائے جو نماز نہ پڑھتا ہو یا شراب پیتا ہو یا کھُلّم کھُلاّ فِسق و فجُور کے کام کرتا ہو۔
ج : غیر ہاشمی کی زکات ہاشمی کو نہیں دی جاسکتی۔
د : اس کا نَفقہ زکات دینے والے پر واجب نہ ہو۔

(۳) زکات ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کی جاسکتی ہے۔
(۴) مستحب ہے کہ زکات کا بڑا حصہ اہلِ فضل و کمال کے لیے مخصوص کیا جائے۔ اپنے عزیز و اقارب کو ترجیح دی جائے۔ نہ مانگنے والوں کو مانگنے والوں پر ترجیح دی جائے اور مویشیوں کی زکات سفید پوشوں پر خرچ کی جائے۔
(۵) جس غریب کو زکات دی جائے اسے یہ بتلانے کی ضرورت نہیں کہ جو کچھ اسے دیا جا رہا ہے وہ زکات ہے۔
(۶) اگر کسی پر اس کا قرض ہو تو زکات دینے والا اس قرض کو زکات میں مَحسُوب کرسکتا ہے۔
(۷) زکات کی ادائیگی میں بغیر کسی عذر کے تاخیر جائز نہیں۔
(۸) اگر کوئی شخص اتنا کما سکتا ہے کہ اس کی سال بھر کی ضروریات پوری

ہوجائیں اس کے لیے فقراء کے زُمرے میں داخل ہوکر زکات لینا جائز نہیں۔ البتہ بعض خاص صورتوں میں وہ زکات لے سکتا ہے۔

(۹) جس کے پاس سرمایہ تو ہو لیکن اس کا منافع اس کی سال بھر کی ضروریات کے لیے ناکافی ہو اس کے لیے زکات لینا جائز ہے۔

(۱۰) اَجناس پر زکات واجب ہونے کے بعد کھیتی اور پھلوں پر جو مصارف ہوں حاکمِ شرع کی اجازت سے ان کا زکات سے منہا کرنا جائز ہے مگر اس سے پہلے کا خرچ حتیٰ کہ اِحتیاطِ لازِم کی بنا پر بیج کی قیمت بھی منہا نہیں کی جائے گی۔

(۱۱) زکات کے ادا کرنے میں قربت کا قصد ضروری ہے کیونکہ زکات عبادت ہے۔

(۱۲) ہاشمی کے لیے ہاشمی کی زکات لینا جائز ہے۔

(۱۳) ہاشمی وہ ہے جس کا آبائی سلسلۂ نَسَب جناب ہاشم سے ملتا ہو۔ ماں کی طرف سے ہاشمی نَسَب کافی نہیں ہے۔ نَسَب یا تو معلوم ہو یا دلیل سے ثابت ہوجائے یا اس طرح عام طور پر مشہور ہو کہ مُوجبِ اطمینان ہو چنانچہ محض کسی کا ہاشمی ہونے کا دعویٰ کافی نہیں ہے۔

(۱۴) غیر ہاشمی کے جو صَدَقات ہاشمی پر حرام ہیں وہ زکات اور فِطرہ ہیں۔ ان دو زکاتوں کے سوا سب واجب اور مستحب صَدَقات کا سَیّد کو دینا جائز ہے خواہ دینے والا غیر سَیّد ہی ہو۔ مثال کے طور پر کفّارے

کے لیے ہو یا کسی اور مقصد سے ہو۔

(۲) وہ چیزیں جو مَعدِن یعنی کان میں سے نکلیں جیسے سونا، چاندی، نمک، کوئلہ، پیٹرول، گندھک وغیرہ۔ اس کے لیے حسبِ ذیل شرائط ہیں:

خُمس کا نصاب

معدنی چیز کی قیمت اس کو کان سے نکالنے کے اخراجات مِنہا کرنے سے پہلے کم از کم ۱۵ مُروّجہ مثقال سونے کے سکّوں کے برابر ہو۔ اگر اس چیز کی اتنی قیمت ہو تو پھر اس کو کان سے نکالنے کے اخراجات مِنہا کر لینے کے بعد جو باقی بچے اس کا خُمس ادا کیا جائے۔

برآمدگی کی مقدار

یہ مقدار ایک وقت میں نکالی جائے یعنی اس طرح نکالی جائے کہ اسے عُرف میں ایک دفعہ کا نکالنا کہیں۔ اگر کئی دفعہ کے نکالنے سے مجموعی قیمت نصاب تک پہنچ جائے تو بھی اس پر خمس واجب نہیں ہوگا۔ اگر کئی شرکاء ہوں تو ان سب کے حصوں کا مل کر نصاب تک پہنچ جانا کافی ہے۔

(۳) دفینہ یعنی وہ مال جو کسی جگہ دبایا ہوا ہو۔ اس کی بھی متعدد شرائط ہیں جن میں سے ایک اس کی مقدار کا نصاب کے برابر ہونا ہے۔

(۴) غَوّاصی کا مال یعنی وہ چیزیں جو سمندر یا بڑے دریا میں سے غوطہ لگا

کر نکالی جائیں یا سمندر سے کسی آلے کی مدد سے نکالی جائیں جیسے
موتی لیکن ان میں سمندری جانور مثلاً مچھلی وغیرہ شامل نہیں ہیں۔
(۵) اِحتیاط کی بنا پر وہ زمین جو ایک ذِمّی کسی مسلمان سے خریدے۔
(۶) وہ مال جس میں حرام مال اس طرح مل جائے کہ تمیز نہ ہوسکے اور
حرام مال کی مقدار اور اس کے مالک کا عِلم نہ ہو — ایسا مال خُمس
نکالنے سے حلال ہوجائے گا۔
(۷) آمدنی اور مَنافع۔ اس میں سے خرچ نکال کر جو بچ جائے۔ آمدنی
میں تحفے تحائف بھی شامل ہیں لیکن مِیراث، ہرجانہ، مَہر اور خُلع
کا معاوضہ شامل نہیں۔

خُمس کے مسائل

(۱) آمدنی میں سے جو خرچ نکال دیا جاتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں:
اول: اس آمدنی کو حاصل کرنے کے مصارف جیسے دکان کا خرچ،
کھیتی کا خرچ، جانوروں کا خرچ، کرایہ، اُجرتِ حمل و نقل،
کلرک کی تنخواہ، دلال، چوکیدار کی اجرت، حکومت کے ٹیکس
اور سامان کی فرسودگی (Depreciation) وغیرہ۔
دوم: خمس ادا کرنے اور اس کے اہل و عیال کے مناسب حال،
اخراجات یعنی خوراک، سامان، مہمان داری، مناسب تحائف،

عام سفر اور زیارات کے اخراجات، قرض کی ادائیگی، جرمانے، حمل ونقل، کتابیں، مکان، شادی بیاہ اور وہ سب چیزیں جن کی اسے اور اس کے متعلقین کو ضرورت ہوتی ہے۔

(۲) جو کچھ خرچ سے بچ رہے اس پر خُمس واجب ہوگا چاہے نقد روپیہ ہو یا جنس وغیرہ جیسے گیہوں، چاول، چینی، گھی، ایندھن وغیرہ۔

(۳) جس مال کا خُمس ادا کردیا ہو اگر اس سے کوئی چیز خریدی اور سال بھر کے بعد اس کی قیمت بڑھ گئی تو اس میں خُمس نہیں ہوگا کیونکہ یہ اصول ہے کہ اِنَّ الخُمسَ لَا یُخَمَّسُ جس چیز کا خُمس ادا کردیا جائے پھر اس پر خُمس نہیں ہے۔

(۴) جس کو آہستہ آہستہ آمدنی ہوئی اور اس نے ایک سال پلاٹ خرید لیا۔ اگلے سال عمارتی سامان خریدا۔ تیسرے سال عمارت بنوالی تو اس صورت میں اس نے جو کچھ خریدا وہ اس سال کا خرچ شمار نہیں ہوگا بلکہ اسے اس پر خُمس ادا کرنا ہوگا۔

(۵) اگر کسی نے اپنی آمدنی میں سے سال کے دوران میں رہنے کے لیے مکان تعمیر کیا اور اس میں رہنے لگا تو اس پر خُمس نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے قرض لے کر مکان خریدا اور اسی سال اس میں رہنے لگا یا بعد میں اس سال سے پہلے یا اس سال میں رہنے لگا جس کی آمدنی

سے اس نے یہ قرض ادا کیا تو اس پر خُمس نہیں خواہ کئی سال بعد قرض ادا کرے۔ یہی حکم گھر کے سامان، شادی کے لوازم اور دوسرے اخراجات کا ہے۔

(۶) سال گزرنے کے بعد مال میں تصرّف یا اس سے تجارت جائز نہیں جب تک کہ خُمس ادا نہ کردیا جائے لیکن اگر کسی نے تجارت کرلی تو عَلَی الظّاہر معاملہ صحیح ہوگا بشرطیکہ دوسرا فریق بھی مومن ہو اور اگر وہ چیز اودھار بیچی ہے تو قیمت سے خُمس ادا کرنا ہوگا۔ اسی طرح اگر وہ چیز کسی کو ہِبَہ کردی تو ہِبَہ تو درست ہوجائے گا لیکن خُمس ہِبَہ کرنے والے کے ذمے واجب الادا ہوگا۔

(۷) اگر بالغ وارث کو معلوم ہو کہ اس کے مُورِث نے ترکہ کا خُمس نہیں دیا تھا اور مُورِث خُمس دیتا تھا تو وارث پر میراث میں سے خُمس دینا واجب ہے۔ اگر معلوم ہو کہ مُتوَفّٰی نے وہ چیز ضائع کردی جس پر خُمس واجب تھا تو اس کے ترکے سے خُمس نکالنا اسی طرح واجب ہوگا جیسے اس کے قرضوں کی ادائیگی واجب ہے۔

(۸) اگر ایک سال کا خُمس ادا نہیں کیا اور اگلا سال شروع ہوگیا۔ پھر اس سال کی آمدنی میں سے آہستہ آہستہ خُمس ادا کیا تو وہ خُمس اس اگلے سال کے خرچ میں شمار نہیں ہوگا بلکہ اگر پچھلے سال کی آمدنی موجود

ہے تو اس میں سے خُمس ادا کرنا واجب ہوگا۔

(۹) خُمس اصل چیز پر واجب ہوتا ہے لیکن مالک کو اصل چیز یا اس کی قیمت دینے کا اختیار ہے۔

(۱۰) آمدنی ہونے پر خُمس فوراً واجب ہوجاتا ہے لیکن اس کی ادائیگی کو اگلا سال شروع ہونے تک مؤخّر کرنا جائز ہے۔

(۱۱) اگر خُمس کے مستحق کے ذمے صاحبِ خُمس کا کوئی قرض ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس قرض کو خُمس کے حساب میں لگا لیا جائے تو اِحتیاطِ واجب یہ ہے کہ حاکمِ شرع (مرجعِ تقلید) سے اس کی اجازت لی جائے۔

(۱۲) مومن کو کسی ایسے شخص کے مال میں اس کی رضامندی سے تصرّف کرنا جائز ہے جو خُمس ادا نہیں کرتا۔ مالک کے خُمس ادا نہ کرنے سے اس مومن پر کوئی ذمے داری عائد نہیں ہوتی کیونکہ خُمس ادا کرنے یا نہ کرنے کی ذمے داری مالک کی ہے۔

(۱۳) کسی ایسے شخص کے ساتھ شراکت کرنا جو خُمس ادا نہیں کرتا جائز ہے اور محض اپنے حصے کی آمدنی کا خُمس نکالنا کافی ہے۔

(۱۴) خُمس کا مصرف: خُمس کے دو حصے ہیں۔

پہلا حصہ سَہمِ امام۔

یہ امام علیہ السلام کا حق ہے۔ اس کے لیے مَرجَعِ تقلید یا ان کے وکیل

سے رجوع کیا جائے۔ پھر یہ انھیں دے دیا جائے یا ان کی اجازت
سے کسی اور مستحق کو دیا جائے۔

دوسرا حصہ سَہْمِ سادات۔

یہ سادات کا حق ہے۔ یہ ایسے ہاشمی سیِّد کو دیا جائے جس کا آبائی
سلسلۂ نَسَب جناب ہاشم تک پہنچتا ہو جیسا کہ بتایا جا چکا ہے۔ ہاشمی
کے لیے ایمان کے ساتھ غریب اور دیندار ہونے کی شرط بھی ہے۔

(۱۵) اِحتِیاطِ واجِب کی بنا پر خُمس ایسے شخص کو دینا جائز نہیں جس کا نَفَقہ اس
پر واجب ہو البتہ اگر نفقہ واجب نہیں لیکن وہ اس کا خرچ اٹھاتا ہے تو
کوئی مضائقہ نہیں۔

جِہاد

جِہاد فرُوعِ دین میں سے چھٹی فَرع ہے۔ اگر جِہاد کی شرائط موجود ہوں تو جِہاد ہر مسلمان پر واجب ہے۔

جِہاد کی دو قسمیں ہیں :

(۱) جِہادِ نفس۔ اس کے معنٰی ہیں خوبیوں کو اختیار کرنا اور برائیوں کو چھوڑنا۔ حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا۔ جب لشکری واپس آئے تو آپ نے فرمایا :

مَرْحَبًا بِقَوْمٍ قَضُّوا الْجِهَادَ الْاَصْغَرَ وَبَقِيَ عَلَيْهِمُ الْجِهَادُ الْاَكْبَرُ، قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللهِ! وَمَا الْجِهَادُ الْاَكْبَرُ؟ قَالَ جِهَادُ النَّفْسِ مبارک ہو کہ تم نے جِہادِ اَصغر پورا کرلیا مگر جِہادِ اکبر ابھی باقی ہے۔

انھوں نے پوچھا : یا رسول اللہؐ ! جِہادِ اکبر کیا ہے ؟

آپ نے فرمایا : اپنے نفس کے خلاف جِہاد۔[۱]

۱۔ معانی الاخبار ص ۱٦۔ اصول کافی ج ۵، کتاب الجہاد

(٢) جہادِ بدن

جہادِ بدن کی دو قسمیں ہیں:

(١) دِفاع

(٢) حملہ

دِفاع

جب کُفّار مسلمانوں پر حملہ کریں تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنا، اپنے متعلقات کا اور اپنے وطن کا دفاع کریں۔

حملہ

مسلمانوں پر اِعلائے کَلِمَۃُ الاِسلام کے لیے جِہاد کرنا واجب ہے۔ یہ امام یا نائب امام کی اجازت کے ساتھ مشروط ہے۔ کچھ اور بھی شرائط ہیں جن کا ذکر بڑی بڑی کتابوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ○ جنگ کرو اہلِ کتاب میں سے ان لوگوں کے خلاف جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور جو کچھ اللہ اور اس کے رسولؐ نے حرام قرار دیا ہے اسے حرام نہیں کرتے اور دینِ حق کو اختیار نہیں کرتے (ان سے لڑو) یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے جِزیہ دیں

اور چھوٹے بن کر رہیں۔ (سورۂ توبہ : آیت ۲۹)

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ جو شخص جہاد ترک کرے گا اللہ اس کو ذلیل کرے گا، اس کی روزی کم کردے گا اور اس کا دین برباد ہوجائے گا۔[۱]

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جبریلؑ نے مجھے ایک ایسی خبر دی ہے جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں اور میرا دل خوش ہوگیا۔

جبریلؑ نے کہا:

اے محمدؐ! جو شخص آپ کی امت میں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا اس پر بارش کا ایک قطرہ بھی ٹپک گیا یا اس کے سر میں ذرا بھی درد ہوا تو اللہ عزّوجلّ اسے شہادت کا ثواب عطا کرے گا۔[۲]

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ عورت کا جہاد یہ ہے کہ اپنے شوہر کی خدمت کرے۔[۳]

جہاد کے مسائل

(۱) کُفّار سے جہاد کرنا واجبِ کِفائی ہے یعنی اگر جہاد کے لیے اتنے آدمی اٹھ کھڑے ہوں کہ پوری طرح مقابلہ ہوجائے تو باقی لوگوں سے جہاد ساقط ہوجائے گا ورنہ اُصولاً جہاد سب مسلمانوں پر واجب

---

۱ تا ۳۔ اصول کافی ج ۵، کتاب الجہاد

ہے اور اگر کوئی بھی نہ اٹھے تو سب کے سب گنہگار اور خدا کی طرف سے سزا کے مستحق ہوں گے۔

(۲) جہاد میں پہل کرنا محترم مہینوں میں حرام ہے اور وہ مہینے یہ ہیں:

(۱) رَجَب (۲) ذِی قعدہ (۳) ذِی الحجہ (۴) محرّم

(۳) کُفّار کے جن شہروں میں شعائرِ اسلام عَلانیہ بجا نہ لائے جاسکتے ہوں وہاں سے ہجرت کرجانا واجب ہے۔

(۴) بِلادِ اسلام کے دِفاع کے لیے ان کی سرحدوں کی نگہبانی کرنا اور جہاد کے لیے تیار رہنا مستحب ہے۔

اَمْر بِالْمَعْرُوف و نَہْی عَنِ الْمُنکَر

اَمْر بِالمعروف فُروعِ دین میں سے ساتویں اور نَہی عَنِ الْمُنکَر آٹھویں فَرع ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ تم میں سے ایک گروہ تو ایسا ضرور ہونا چاہیے جو نیکی کی طرف بلائے ، بھلائی کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔ جولوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔

(سورۂ آل عمران : آیت ۱۰۴)

ایک اور جگہ ارشادِ اقدس الٰہی ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ تم وہ بہترین امت ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اِصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔تم نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ (سورۂ آل عمران : آیت ۱۱۰)

حضرت نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

جب میری اُمّت اَمر بِالمعرُوف اور نَہیٔ عنِ المنکَر سے غفلت برتنے لگے تو وہ اللہ کے عذاب کے لیے تیار ہوجائے۔[۱]

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے:

اَمر بِالمعرُوف و نَہیٔ عنِ المنکَر کو نہ چھوڑو ورنہ بُرے لوگ تم پر مسلّط کردیئے جائیں گے۔ پھر تم دعائیں مانگتے رہو گے اور وہ قبول نہیں ہوں گی۔[۲]

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

کتنے بُرے ہیں وہ لوگ جو اَمر بِالمعرُوف اور نَہیٔ عنِ المنکَر پر اعتراض کرتے ہیں۔[۳]

اَمر بِالمعرُوف و نَہیٔ عنِ المنکر اہم ترین واجباتِ کِفائی میں سے ہے۔

☆ معروف میں وہ سب امور آجاتے ہیں جن کو شریعتِ مُقدّسہ نے واجب قرار دیا ہے۔

☆ مُنکَر سے مراد وہ اُمور ہیں جن کو شریعتِ مُقدّسہ نے حرام قرار دیا ہے۔

مستحب کام کرنے کو کہنا اور مکروہ کام سے روکنا مستحب ہے۔

۱۔ اصول کافی ج ۵، کتاب الجہاد

۲۔ نہج البلاغہ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو وصیت

۳۔ اصول کافی ج ۵، کتاب الجہاد

اَمْر بِالْمَعْرُوف اور نَہْیِ عَنِ الْمُنْکَر کی شرائط

اَمْر بِالْمَعْرُوف و نَہْیِ عَنِ الْمُنْکَر کے واجب ہونے کی پانچ شرائط ہیں :

(۱) معروف اور مُنکَر سے واقفیت۔

(۲) اس بات کا امکان کہ جسے معروف کے لیے کہا جائے گا اور مُنکَر سے منع کیا جائے گا وہ اس بات کو مان لے گا۔

(۳) یہ کہ جو شخص معروف پر عمل نہیں کرتا یا مُنکر سے اِجتناب نہیں کرتا اس کے پاس ایسا کرنے کے لیے کوئی جائز عُذر نہ ہو۔

(۴) یہ کہ شخص مذکور معروف کو چھوڑنے اور مُنکَر کو اختیار کرنے پر اصرار کرتا ہو۔

(۵) یہ کہ نیکی کا حکم دینے والے اور بُرائی سے روکنے والے کو جان اور مال کے نقصان کا اندیشہ نہ ہو اور نہ کسی دوسرے مسلمان کی جان اور مال یا عزّت کو کوئی خطرہ ہو۔

نوٹ :

اَمْر بِالمعروف اور نَہْیِ عَنِ الْمُنکَر صرف علمائے دین ہی کا فرض نہیں بلکہ یہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے۔ اس میں علماء اور غیر علماء سب برابر ہیں۔ اس سلسلے میں نیک و بد، حاکم و رعیّت اور امیر و غریب میں بھی کوئی فرق نہیں ہے۔

اَمْر بِالْمعروف اور نَہْی عَنِ الْمُنکَر کے درجات

(۱) دل سے بیزاری اور ناک بھوں چڑھا کر یا منہ پھیر کر اس کا اظہار کرنا۔
(۲) زبان سے بیزاری ظاہر کرنا اور اس پر وعظ و نصیحت کرنا۔
(۳) بیزاری کی وجہ سے اس کام کو طاقت کے ساتھ روک دینا۔
یہ مرحلہ اس وقت آتا ہے جب پہلی دونوں تدبیریں ناکام ہو جائیں۔
نوٹ : ہر تدبیر کے خفیف اور شدید دو درجے ہیں لیکن ابتدا ہمیشہ خفیف درجے سے کرنی چاہیے۔

بعض معروفات

(۱) اللہ پر بھروسا۔
(۲) اللہ کی پناہ ڈھونڈنا۔
(۳) اللہ کے ساتھ حُسْنِ ظن رکھنا۔
(۴) مصیبت کے وقت اور ناجائز اُمور سے اِجتناب پر ثابت قدم رہنا۔
(۵) عِفّت۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ کے نزدیک کوئی عبادت پیٹ اور شرمگاہ کی حفاظت سے افضل نہیں۔
(۶) بُردباری۔ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک عبادت گزار نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ بُردبار نہ ہو

(۷) تواضع۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو اللہ کے لیے جھکتا ہے اللہ اسے عزّت دیتا ہے اور جو اکڑ دکھاتا ہے اللہ اسے ذلیل کر دیتا ہے۔

(۸) سب کے ساتھ انصاف کرنا خواہ وہ اپنے ہی خلاف جاتا ہو۔

(۹) لوگوں کی کمزوریاں ڈھونڈنے کے بجائے اپنے عیبوں پر نگاہ رکھنا۔

(۱۰) جب دل غلط کاری پر مائل ہو تو اس کو نیکی کی طرف لانا۔

(۱۱) دنیا سے کم تعلقی اور بے رغبتی۔

بعض منکرات

(۱) غصّہ۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غصّہ ایمان کو تباہ کر دیتا ہے امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ غصّہ تمام برائیوں کی کنجی ہے۔

(۲) حسد۔ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام فرماتے ہیں کہ حسد ایمان کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

تم سے پہلی امتوں کی ایک بیماری تم تک بھی پہنچ گئی ہے اور وہ حسد ہے۔ یہ دین کو بالوں کی طرح مونڈ دیتا ہے۔ اس سے نجات کا ذریعہ یہ ہے کہ آدمی اپنے ہاتھ اور زبان کو روک کر رکھے اور اپنے کسی مومن بھائی کی عیب جوئی نہ کرے۔

(۳) ظُلم۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو ظُلم کرتا ہے اسے اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ نیز یہ کہ جس نے ظُلم کمایا وہ بھلائی نہیں کما سکتا۔ ایک ظالم کسی مظلوم کا جتنا مال لیتا ہے وہ مظلوم اس سے کہیں زیادہ ظالم کا دین یعنی نیکیاں لے لیتا ہے۔

(۴) آدمی کا ایسا ہونا کہ لوگ اس کے شر سے پناہ مانگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کے نزدیک قیامت کے دن بدترین آدمی وہ ہوگا جس کی لوگ اس لیے عزّت کریں تاکہ اس کے شر سے محفوظ رہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جس کی زبان سے لوگ ڈرتے ہوں وہ دوزخ میں جائے گا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ خَلقِ خدا میں سب سے قابلِ نفرت وہ ہے جس کی زبان سے لوگ ڈرتے ہیں۔

بعض گنّاہانِ کبیرہ

(۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔

(۲) اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا۔

(۳) اللہ کے نازل کردہ کلام قرآن مجید کا انکار کرنا۔

(۴) کُفّار کے خلاف جنگ سے فرار کرنا۔

(۵) جھوٹی قسَم کھانا۔

(۶) عَہدشِکنی کرنا۔
(۷) نماز اور دیگر فرائض سے غفلت برتنا۔
(۸) حج کی تحقیر کرنا۔
(۹) صغیرہ گناہوں پر اِصرار کرنا۔
(۱۰) گناہوں کو معمولی بات سمجھنا۔
(۱۱) ظالموں کی مدد کرنا۔
(۱۲) ظالموں سے دوستی کرنا۔
(۱۳) ظالموں کی طرف جھکاؤ رکھنا۔
(۱۴) جھوٹی گواہی دینا۔
(۱۵) سچی گواہی کو چھپانا۔
(۱۶) مسلمانوں کو دھوکا دینا۔
(۱۷) دکھاوے کی نیکی کرنا۔
(۱۸) وَالدَین کی نافرمانی کرنا۔
(۱۹) جُوا کھیلنا۔
(۲۰) تکبُّر کرنا۔
(۲۱) فضول خرچی کرنا۔
(۲۲) کنجوسی کرنا۔

(۲۳) غیبت کرنا۔

(۲۴) تہُمت لگانا۔

(۲۵) گالیاں دینا۔

(۲۶) مومن کو ذلیل کرنا۔

(۲۷) ناحق قتل کرنا۔

(۲۸) قطع رحمی کرنا۔

(۲۹) سُود کھانا۔

(۳۰) یتیم کا مال چھین لینا۔

(۳۱) مُردار کھانا۔

(۳۲) سور کا گوشت کھانا۔

(۳۳) شراب پینا۔

(۳۴) خون پینا۔

(۳۵) ناپ تول میں کمی کرنا۔

(۳۶) کسی کا حق مارنا۔

(۳۷) چوری کرنا۔

(۳۸) جادو ٹونا کرنا۔

(۳۹) جو جانور غَیرُاللہ کے نام پر ذبح کیا جائے اس کا گوشت کھانا۔

(۴۰) مومنین میں پھوٹ ڈالنے کے لیے لگائی بُجھائی کرتے پھرنا۔

(۴۱) اللہ، رسولؐ اور ائمہؑ پر جھوٹ باندھنا بلکہ مطلق جھوٹ بولنا۔

(۴۲) حرام کا مال کھانا۔

مندرجہ ذیل چیزیں مالِ حرام کے ضمن میں آتی ہیں :

(۱) مُردار کی قیمت۔

(۲) شراب اور منشیات کی قیمت۔

(۳) شطرنج کی قیمت۔

(۴) کُتّے کی قیمت (سوائے شکاری کُتّے کے)۔

(۵) نجومی کی فیس۔

(٦) رشوت لینا خواہ جائز کام کے لیے ہو۔

(۷) ظالم حکام سے کام کا معاوضہ لینا ۔

گناہانِ کبیرہ اور بھی ہیں جن کا ہم نے تذکرہ نہیں کیا۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری خطاؤں کو معاف کردے اور ہمیں گناہوں سے محفوظ رکھے۔

تَولّا و تَبرّا

تَولّا فروعِ دین میں سے نویں اور تَبرّا دسویں فَرع ہے۔

ہر مسلمان مرد اور عورت پر خدا ، رسولِ خداؐ ، تمام انبیاؑء اور ائمہؑ نیز بی بی فاطمہ زہراؑ کو دوست رکھنا ، ان سے محبت کرنا اور ان کے دشمنوں سے اظہار بیزاری کرنا واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :

(۱) يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ○ اے اہل ایمان ! جن لوگوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنا رکھا ہے وہ اہلِ کتاب ہوں یا دوسرے کُفار۔ انھیں دوست مت بناؤ اور ڈرو اللہ سے اگر تم ایمان والے ہو۔

(سورۂ مائدہ : آیت ۵۷)

(۲) يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مومنو! ان سے

بھی دوستی مت کرو جن سے اللہ ناراض ہے۔ (سورۂ ممتحنہ: آیت ۱۳)

(۳) يَآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ مومنو! اپنے باپ دادا اور بھائیوں کو اپنا دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر کو ترجیح دیں۔ تم میں سے جو اُن کو دوست بنائیں گے وہی ظالم ہوں گے۔ (سورۂ توبہ: آیت ۲۳)

(۴) وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ جو اللہ، اس کے رسولؐ اور مومنین کو دوست رکھے (وہ اطمینان رکھے) کہ اللہ کی جماعت والے ہی غالب آئیں گے۔ (سورۂ مائدہ: ۵۶)

(۵) قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى میں تم سے اپنے قرابت داروں کی محبّت کے سوا اس کارِ رسالت کا کوئی اَجر نہیں مانگتا۔

(سورۂ شوریٰ: آیت ۲۳)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہؐ! وہ کون اقرباء ہیں جن کی محبّت کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: علیؑ اور فاطمہؑ اور ان کے دونوں بیٹے۔[۱]

۱۔ شبلنجی شافعی، نور الابصار، مطبوعہ مطبع عبدالحمید احمد حنفی، مصر

فخر الدین رازی، تفسیر کبیر ج ۲۷

زمخشری، تفسیر کشاف ج ۴

جب آیت اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمۡ خَيۡرُ الۡبَرِيَّةِ ○ جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک کام کئے وہی خَیرُ الخلائق ہیں (سورۂ بیّنہ : آیت ۷) نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام علی مرتضیٰؑ سے فرمایا کہ یہ تم اور تمہارے شیعہ ہیں جو روزِ قیامت اس شان سے آئیں گے کہ وہ اللہ سے راضی اور اللہ ان سے راضی ہوگا جبکہ تمہارے دشمن کُڑھتے اور تکلیف سے منہ بناتے آئیں گے۔[۱]

حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے :

جس کا خاتمہ آلِ محمدؑ کی محبت پر ہوا وہ شہید مرا۔

سن لو ! جس کا خاتمہ آلِ محمدؑ کی محبت پر ہوا اس کی مغفرت ہوگئی۔

سن لو ! جس کا خاتمہ آلِ محمدؑ کی محبت پر ہوا اس کی توبہ قبول ہوگئی۔

سن لو ! جس کا خاتمہ آلِ محمدؑ کی محبت پر ہوا وہ کاملُ الایمان ہوکر مرا۔

سن لو ! جس کا خاتمہ آلِ محمدؑ کی محبت پر ہوا اس کو پہلے مَلَکُ المَوت اور پھر مُنکَر وَنکیر جنت کی بشارت دیں گے۔

سن لو ! جس کا خاتمہ آلِ محمدؑ کی محبّت پر ہوا وہ جنت میں اس طرح لے جایا جائے گا جیسے دلہن اپنے شوہر کے گھر لے جائی جاتی ہے۔

سن لو ! جس کا خاتمہ آلِ محمدؑ کی محبّت پر ہوا اس کے لیے قبر میں دو

۱۔ نور الابصار ص ۱۱۲

دروازے جنت کی طرف کھول دیئے جائیں گے۔

سن لو! جس کا خاتمہ آلِ محمدؐ کی محبت پر ہوا اس کا خاتمہ سُنّت پر اور مسلمانوں کے طریقے کے مطابق ہوا اور جس کا خاتمہ آلِ محمدؐ سے بُغض پر ہوا جب وہ روزِ حشر آئے گا تو اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا "اللہ کی رحمت سے ناامید۔"

سن لو! جس کا خاتمہ آلِ محمدؐ سے بُغض پر ہوا وہ کافر مرا۔

سن لو! جو آلِ محمدؐ سے بُغض پر مرا وہ جنت کی بُو بھی نہیں سُونگھے گا۔[1]

۱۔ شبلنجی، نور الابصار ص ۱۱۴

فخر الدین رازی، تفسیر کبیر ج ۲۷، ص ۱۶۵

زمخشری، تفسیر کشاف ج ۴، ص ۲۲۰

عقیقہ اور قربانی

عقیقہ مستحب ہے۔ بعض لوگوں کا یہ خیال غلط ہے کہ عقیقہ واجب ہے۔ عقیقہ میں بعض باتیں مستحب ہیں اور بعض مکروہ۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ عقیقہ کے بکرے کے تمام گوشت کے ٹکڑے کئے جائیں اور جانور جتنا فربہ ہو اتنا ہی بہتر۔

عقیقہ کے مسائل

(۱) مستحب ہے کہ عقیقہ کا جانور موٹا تازہ اور بے عیب ہو۔

(۲) بھیڑ، بکری، گائے اور اونٹ ذبح کئے جاسکتے ہیں لیکن افضل یہ ہے کہ مینڈھا یا دُنبہ ہو۔

(۳) مستحب ہے کہ ذبح کے وقت یہ دعا پڑھے:

يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ

بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔
اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَتَقَبَّلْ مِنْ فُلَانِ بن فُلَان بن فلان بن فلان کی جگہ نومولود کا نام لے پھر جانور ذبح کیا جائے۔

(۴) مستحب ہے کہ عقیقے کے گوشت کے ٹکڑے کر کے چوتھائی حصہ دایہ کو دیدیا جائے۔ باقی گوشت مومنین میں تقسیم کردیا جائے۔

(۵) افضل یہ ہے کہ گوشت پانی اور نمک ڈال کر پکایا جائے اور دعوت کی جائے۔ بہتر یہ ہے کہ دس یا اس سے زیادہ مہمان مدعو کئے جائیں۔

(۶) عقیقہ کے گوشت میں سے باپ کو اور جن کا خرچ اس کے ذمے ہے ان سب کو کھانا مکروہ ہے۔ احتیاط مستحب ہے کہ ماں بھی نہ کھائے۔

(۷) اگر کسی کا عقیقہ نہیں ہوا تو مستحب یہ ہے کہ بالغ ہونے پر وہ اپنا عقیقہ خود کرلے۔

(۸) اگر کسی کی طرف سے قربانی کردی گئی ہو تو وہ عقیقہ کا بدل ہوگئی۔ پھر عقیقہ کی ضرورت نہیں۔

(۹) کسی میت کی طرف سے عقیقہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

نوٹ: ہمیں اس بات کی کوئی سند نہیں ملی کہ ہڈیوں کو سفید کپڑے میں لپیٹ کر دفن کردیا جائے جیسا کہ مشہور ہے۔
چھری پر مشاورت کی بات بھی بے اصل ہے۔

سید تنزر عباس
23.7.2010

قربانی

قربانی سنت ہے۔ ایک جانور کی قربانی میں دو یا دو سے زائد آدمی شریک ہوسکتے ہیں۔ کسی زندہ، مردہ، بڑے، بچے کی طرف سے کوئی دوسرا شخص بھی قربانی کرسکتا ہے۔ نا سمجھ بچے کی طرف سے بھی قربانی ہوسکتی ہے مگر حمل کے بچے کی طرف سے نہیں ہوسکتی۔

قربانی کے مسائل

(۱) قربانی کا وقت عید کے دن سورج طلوع ہونے کے بعد ہے۔ جو شخص عید کی نماز پڑھے اس کے لیے عید کی نماز کے بعد اور جو شخص عید کی نماز نہ پڑھے اس کے لیے قربانی کا وقت سورج بلند ہونے کے بعد سے تین دن تک رہتا ہے۔ منٰی میں چار دن تک قربانی ہوسکتی ہے۔

(۲) تین قسم کے مویشی یعنی بھیڑ بکری، گائے بیل اور اونٹ، سینگوں والا مینڈھا یا دنبہ افضل ہے۔

(۳) واجب قربانی میں جو عمر اور سلیم الاعضاء ہونے کی شرط ہے وہ مستحب قربانی میں نہیں۔

(۴) قربانی کا گوشت کھانا اور کھلانا مستحب ہے۔